امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74 | مورخہ ۱۱ر ربیع الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶ر ستمبر ۲۰۲۴ء روز سوموار | شمارہ نمبر-35

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، حکایات اہل دل
■ سیرت رسول ﷺ اور ہمارا معاشرہ
■ اتحاد کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے
■ گیمز اور کارٹون دیکھنے سے بچے......
■ محبت کی دکان میں نفرت کیوں؟
■ پرسکون زندگی گذارنے کی بنیادی شرائط
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

محبت رسول ﷺ کے عملی تقاضے

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

یہ ربیع الاول کا مہینہ ہے، یہی وہ مہینہ ہے جس میں رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، محبوب رب العالمین، ضعیفوں کے ماویٰ، یتیموں کے ملجا، مظلوموں کے خیر خواہ، وجہ تخلیق کائنات اور حقوق انسانی، سماجی مساوات، تحفظ ماحولیات کے سب سے بڑے داعی تشریف لائے، یہ مژدہ تھا دکھی انسانیت کے لئے، ابر رحمت تھا، کائنات کے لئے، تمہید تھی خدائے واحد کی پرستش کی، اس لئے مسلمان اس مہینے میں مسرت کے اظہار کے لئے جلوس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نکالتے ہیں اور یوم بانی اسلام مناتے ہیں جو شرعی ہدایات کے مطابق نہیں ہوا کرتیں، مختلف جگہوں پر ذکر نبی کی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں، اور مسلمان اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں، بارہ ربیع الاول گذرا اور پھر عام لوگ بھول جاتے ہیں کہ اظہار محبت وعقیدت کے تقاضے کچھ اور ہیں، سیرت پاک کا مطالبہ ہم سے کچھ اور بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کو اسوۂ رسول کے مطابق بنائیں، اللہ سے محبت کا تقاضہ اور آپ کی حیات مبارکہ کو نمونۂ عمل بنانے کا خلاصہ بھی یہی ہے، لیکن آج صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ہماری واقفیت سیرت پاک سے بہت کم ہے، مدارس کے علماء، طلبہ کی بات نہیں، عام مسلمانوں کی بات ہے، اس موقع سے اگر ہم جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ نماز میں درود وسلام اور مجلس میلاد میں درود شریف پڑھنے کے علاوہ پورے سال ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا اہتمام ہی نہیں کیا، حالانکہ درود شریف پڑھنے کا حکم تو قرآن کریم میں مذکور ہے کہ اللہ رحمت بھیجتے ہیں، اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی درود وسلام پڑھو، اس حکم کی بنا پر جتنا اہتمام درود شریف کا کرنا چاہئے اور ہر دن کرنا چاہئے، اس کا کوئی حصہ ہماری زندگی میں نہیں پایا جاتا، ہر آدمی اپنے گریباں میں منہ ڈال کر دیکھے کہ اس نے پورے سال کتنی بار درود شریف پڑھا، لطیفہ یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کا اہتمام نہیں ہے، لیکن درود شریف پڑھنے کے طریقے پر جھگڑے ہو رہے ہیں، یہی حال سیرت پاک سے ہماری واقفیت کا ہے، اس معاملے میں ہماری معلومات سطحی، ناقص اور نامکمل ہے، کیوں کہ ہم نے سیرت النبی پر باقاعدہ ولادت باسعادت سے وصال تک کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا، ہمارے بچے جس اسکول اور کنونٹ میں پڑھتے ہیں، وہاں مطالعۂ سیرت کا کوئی موقع نہیں ہے، اس لئے اگر کوئی بچہ ناواقف ہے تو غلطی اس کی نہیں ہے، ہماری ہے کہ ہم نے اسے سیرت کے مطالعہ کا موقع نہیں دیا، ہم نے بہت سارے موضوعات پر مقابلے کے لئے اسے تیار کیا، لیکن تاریخ اسلام اور سیرت پاک کی واقفیت اس کے پاس واجبی بھی نہیں ہے۔

دن رات ہم پتہ نہیں کس کس سے چاٹنگ کرتے رہتے ہیں، سوشل سائٹس کے ذریعہ کتنا سارا وقت غیر ضروری، بلکہ نامناسب مکالموں میں گذار دیتے ہیں، کیسی کیسی تصویریں لوگوں کو بھیجتے رہتے ہیں؛ لیکن کیا ہم نے یہ سوچا اور اس کی کوشش کی کہ اس سہولت کو ہم سیرت پاک کے واقعات کو عام کرنے کے لئے استعمال کریں گے، چند احادیث کا انتخاب کر کے اپنے کسی دوست کو بھی بھیجا کہ یہ دیکھو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اچھا انسان وہ ہے جو لوگوں کے لئے نفع بخش ہو، اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے ظالم ہو یا مظلوم، ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روک دو، مظلوم کی مدد یہ ہے کہ اس کا حق دلا کر دم لو، یا پھر یہ حدیث پاک کہ تم میں اچھا وہ ہے، جو اپنے اہل وعیال کے لئے اچھا ہو اور میں اپنے اہل وعیال کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں، ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ بہتر سلوک کرے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے، اللہ اس کی مدد میں رہے گا، جو شخص دوسرے کے ساتھ رحم کا برتاؤ نہیں کرتا، اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا، وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا، جس کا پڑوسی اس کی ایذا سے محفوظ نہ ہو، حلال کمائی کی تلاش بھی ایک اہم فریضہ ہے، بے بنیاد باتوں پر کان نہ لگاؤ، دوسروں کے عیب نہ تلاشو، آپس میں بغض نہ رکھو، آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ اس قسم کی کتنی احادیث کتب احادیث میں مل جائیں گی، اگر آپ نے پانچ پانچ لوگوں تک ان احادیث کو پہونچانے کا اہتمام کر لیا اور اس میں اپنے غیر مسلم بھائیوں کو بھی شریک کر لیا تو سوچئے کتنا بڑا علمی انقلاب آجائے گا اور کس قدر غلط فہمیاں دور ہوں گی۔

اس لئے طے کیجئے کہ ہر روز درود شریف کا ورد کثرت سے کریں گے، اس ماہ مبارک میں سیرت پر کم از کم ایک کتاب کا مکمل مطالعہ کریں گے، جو پڑھنا نہیں جانتے ہیں، انہیں پڑھ کر سنائیں گے، اس کے لئے آپ ''رحمت عالم، سیرت النبی، سیرت المصطفیٰ، اصح السیر، نبی رحمت، سیرت ابن اسحاق، الرحیق المختوم، سیرت بن ہشام، سیرت حلبیہ وغیرہ کا انتخاب کر سکتے ہیں، سوشل سائٹس کا پورے مہینہ روزانہ سیرت پاک اور تعلیمات نبوی کو عام کرنے کے لئے استعمال کریں گے، روزانہ اس کام کے لئے اپنے دوستوں کو، متعلقین کو اور گروپ کے شرکاء کو میسج بھیجا کریں گے، ائمہ کرام جمعہ کے خطبوں میں سیرت نبوی کی عصر حاضر میں معنویت کے حوالہ سے مصلیان کے سامنے تقریر کریں گے اور انہیں عمل پر ابھاریں گے، جو لوگ اخبارات ورسائل کے مدیران ہیں، وہ اس مہم کو انجام دینے میں اپنی پوری حصہ داری نبھائیں گے، روزانہ سیرت پاک کے کسی گوشے پر معیاری اور معلوماتی مضامین شائع کریں گے، ہر علاقہ میں سیرت پاک کو عام کرنے کے لئے چھوٹے بڑے جلسے کریں گے اور اس میں غیر مسلم بھائیوں کو بھی شریک کریں گے جو سلجھے ہوئے لوگ ہیں اور غیر مسلموں میں جن کی معلومات سطحی نہیں ہے، انہیں بولنے کے لئے مدعو کریں گے، ہندی زبان میں اسلامک لٹریچر خصوصا سیرت پاک پر کتابیں لوگوں تک پہونچائیں گے؛ تاکہ صحیح معلومات لوگوں تک پہنچ سکے۔ ہم انہیں بتائیں گے کہ جان ومال، عزت وآبرو اور عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا جیسا انتظام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں ہے اور پرامن بقاء باہم کے جو اصول آپ نے دیئے ہیں، اس کی نظیر کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ اسکول ومدارس کنونٹ میں سیرت کوئز کے مقابلے منعقد کریں گے؛ تاکہ اس حوالے سے بچوں کی واقفیت سیرت پاک سے ہو جائے، ان کی حوصلہ افزائی کے لئے تشجیعی انعامات دیں گے، ان مقابلوں میں دوسرے اسکول اور اداروں کے بچوں کو بھی شریک کیا جا سکتا ہے، مذہب کی بھی کوئی قید نہیں رکھی جائے، اسٹیکر اور چھوٹے چھوٹے پمفلٹ چھپوا کر تقسیم کرنے کا عمل بھی مفید ثابت ہو سکتا ہے، ہم کن کن ناموں پر ہفتہ وار تحریک چلاتے ہیں، سیرت پاک پر ماہانہ تحریک چلائیے اور گھر گھر پیغام پہونچائیے، بغیر جانے ہوئے عمل کرنا کسی طرح ممکن نہیں، پہلے جانئے پھر اپنی زندگی کو سیرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھالئے۔

واقعہ یہ ہے کہ آج ہماری زندگی سے اسوۂ رسول نکل گیا ہے، ہمارے اور غیروں میں کلمہ کے علاوہ کوئی دوسرا فرق باقی نہیں رہ گیا ہے، نمازیں ہم نہیں پڑھتے، روزوں میں بیمار ہو جاتے ہیں، زکوۃ کی ادائیگی مال سے محبت کی وجہ سے نہیں ہوتی، امانت داری، دیانت داری کا ہماری زندگی میں فقدان ہے، جھوٹ، غیبت، کینہ اور حسد سے ہمارا سینہ بھرا ہوا ہے، بغض وعناد اور ایک دوسرے کو ذلیل کرنا ہماری زندگی کا وطیرہ بن گیا ہے، شادی بیاہ میں تلک جہیز کی لعنت ہمارے سماج میں ناسور کی طرح سرایت کر گئی ہے، لڑکیوں اور بہنوں کو ترکہ سے محروم کرنا ہماری عادت اور سرشت کا حصہ ہے، بچوں کی تعلیم وتربیت اسلامی نہج پر ہم نہیں کرتے، خاندان اور اہل وعیال کے ساتھ اسلامی انداز کا تعلق ہمارے یہاں عنقا ہے، لباس میں بھی شریعت وسنت کے تقاضے مفقود ہیں، حدیث میں کاسیات عاریات، ملبوس ننگی عورتوں کا ذکر آیا ہے، ہماری عورتوں اور بچیوں کے لباس اس کی عملی تصویر پیش کرنے میں لگے ہیں، عورتیں گھر سے باہر دندناتی پھر رہی ہیں، شرم وحیا کا دور دور تک پتہ نہیں ہے، اختلاط مرد وزن آج فیشن بن گیا ہے، کھانے، پینے، سونے جاگنے کسی کام میں اسوۂ رسول کی فکر نہیں ہوتی۔ اس صورت حال میں ''رب مانی'' کے بجائے ''من مانی'' زندگی گذارنے پر ہم زیادہ مطمئن ہیں، علامہ اقبال نے کہا تھا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود	یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

ہم اس طرح دوسرے مذاہب کی تہذیب سے متاثر ہو گیے ہیں کہ مغرب کی اندھی تقلید نے ہماری زندگی میں بسیرا کر لیا ہے، آج جو اپنی زندگی کو سنت اور اسوۂ رسول سے قریب کرتا ہے، اسے آؤٹ آف ڈیٹ سمجھا جاتا ہے، رجعت پسند، دقیانوس اور نہ جانے کن کن القاب سے نوازا جاتا ہے، ربیع الاول کے اس مہینہ میں عہد کیجئے کہ دنیا چاہے جو کہے ہم اپنی زندگی کو اسلامی پیکر عطا کریں گے، عبادات، معاملات اور معاشرت میں اسوۂ نبی کا خیال رکھیں گے، خوب یاد رکھیے یہ مسلمانوں کا شرعی، مذہبی، ایمانی اور دینی تقاضہ ہے۔

اچھی باتیں

''کسی کے پیروں میں گر کر کامیابی پانے سے بہتر ہے اپنے پیروں پر چل کر کچھ بننے کی ٹھان لو☆ زندگی کتاب کی طرح ہے، ہر صفحہ ایک نیا سبق سکھاتا ہے☆ سچی بات بولنے والا اور صحیح راہ پر چلنے والا انسان دنیا کو ہمیشہ غلط ہی لگتا ہے☆ آج لوگ ''حق'' اسے سمجھتے ہیں جو ''اس کے حق'' میں بولا گیا ہو☆ برے وقت میں کاندھے پر رکھا گیا ہاتھ کامیابی پر بجنے والی تالیوں سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے☆ اچھی تہذیب اور اچھا سلوک آپ کی وہ کمائی ہے جو زندگی بھر آپ کے کام آتی ہے☆ زبان درست ہو جائے تو زندگی کی درستگی میں وقت نہیں لگتا☆ کبھی کبھی لوگوں کی اصلیت کا پتہ ہونے کے باوجود خاموش رہ کر صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ بولنے والے کی آخری حد کیا ہے۔'' (حاصل مطالعہ ومشاہدہ)

بلا تبصرہ

''سوال یہ ہے کہ اگر راہل گاندھی ہندوستان میں مختلف نظریات کے احترام کی بات کرتے ہیں تو بی جے پی اس سے ناخوش کیوں ہے؟ حیرت تو یہ بھی ہے کہ راشٹریہ سیوک سنگھ پر کیے گیے تبصرہ کا براہ راست جواب حکومت دے رہی ہے، کیا بی جے پی یہ ماننے لگی ہے کہ بی جے پی اور سنگھ کی حمایت کرنا حب الوطنی ہے اور اظہار رائے کی آزادی کے تحت اپنے خیالات کا اظہار کرنا ملک مخالف سرگرمی ہے؟ راہل گاندھی کو گھیرنے کے لیے بی جے پی کی یہ حکمت عملی اس پر سوال کھڑا کر رہی ہے، کیوں کہ راہل گاندھی نکتے اٹھاتے ہوئے ایسے سوال کرتے ہیں جو براہ راست عوام سے جڑے ہوئے ہیں، ان سوالات پر بی جے پی جتنی چراغ پا ہوگی، اتنا ہی اس کا نکتہ اجاگر ہوگا۔'' (اداریہ راشٹریہ سہارا ۱۱ر ستمبر ۲۰۲۴ء)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

قیامت کے دن بے بسی و بے کسی کا عالم ہوگا

''یاد کرو! جب آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اپنے پروردگار کا حکم بجالائے گا اور اس پر یہی لازم بھی ہے اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور جو کچھ زمین کے اندر ہے وہ اسے اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی اور اپنے پروردگار کے فرمان پر عمل کرے گی اور یہی اس پر لازم ہے، اے انسان! تو اپنے پروردگار تک پہونچنے میں بھرپور کوشش کرتا جارہا ہے پھر تو اس سے (یعنی اپنے اچھے یا بُرے عمل کی جزاء سے) جاملے گا'' (سورۃ انشقاق، آیت:۶)

مطلب: اللہ رب العزت نے ان آیتوں میں قیامت کے احوال و آثار کی منظر کشی کرتے ہوئے انسانوں کے اوپر پڑے غفلت کے پردے کو چاک کیا کہ ہوشیار ہو جاؤ جس دن آسمان وزمین کی یہ حالت ہوگی اس دن انسانوں کا کیا حال ہوگا، اس دن ہر انسان یقینی طور پر جان لے گا کہ اس نے دنیا میں کیسے اعمال کئے تھے، جن کا آج اسے بدلہ چکایا جائے گا، اس لئے اس دن کے آنے سے قبل ایسا عمل کرنے کی کوشش کرو کہ رب کائنات تم سے راضی ہو جائے اور تم ہلاکت و بربادی سے بچ جاؤ، کیونکہ انسان کی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے جس کے تحت وہ منصوبہ سازی کرتا ہے، اگر وہ تجارت وکاروبار سے وابستہ ہے تو گویا وہ رزق حلال کے لئے محنت کرتا ہے، مکان کی تعمیر اپنے اور اپنے اہل وعیال کے راحت وسکون کی خاطر کرتا ہے، لیکن یہ سارے مقاصد محض وقتی ضرورت کے تحت ہیں، یہ کوئی مقصد زندگی نہیں ہے، یہ دنیا دار العمل ہے، مرنے کے بعد اپنے عمل کا حساب دینا ہوگا، اگر ہم نے دنیاوی زندگی کو رب کی رضا کے مطابق گذاری تو اللہ کے حضور عزوشرف سے نوازے جائیں گے اور اگر غفلت وکاہلی اور بے راہ روی میں گذاری تو اپنے کرتوت کی سزا پائیں گے، یہ زندگی زندگی نہیں ہے، بلکہ مرنے کے بعد ایک اور زندگی ملنے والی ہے، جہاں اعمال کو بدلہ ملنا ضروری ہے، دنیا میں جو کام کیا اس کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا، ''یوم الدین'' بدلہ کا دن، ''یوم الفصل'' فیصلہ کا دن، ''یوم الحساب'' حساب کا دن فرمایا گیا، اس روز رشتہ دار کام نہیں آئیں گے، قوت نہ چلے گی، بے کسی اور بے بسی کا عالم ہوگا، اعمال پیش ہوں گے، ہر بھلائی برائی سامنے آئے گی، ارشاد ربانی ہے کہ لوگ اس روز مختلف جماعتوں میں ہو جائیں گے تاکہ اعمال کو دیکھ لیں، سو جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ اسے دیکھ لے گا، یہ ہوکر رہے گا، کیونکہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، آج دنیا میں فتنہ وفساد کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم فکر آخرت سے غافل ہوتے جارہے ہیں اور دنیاوی زندگی کو ہی مقصد حیات بنالیا ہے، اگر ہم نے اپنے طرز زندگی میں تبدیلی نہیں پیدا کی تو قیامت کے دن ندامت وشرمندگی سے دوچار ہونا پڑے گا، اسی لئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے لکھا کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے اس آیت میں انسان کو غور وفکر کے لئے ایک ایسی راہ دکھائی ہے کہ اس میں کچھ بھی عقل وشعور ہو تو وہ اپنی جدوجہد کا رخ صحیح سمت کی طرف پھیر سکتا ہے، جو اس کو دنیا وآخرت میں سلامتی اور عافیت کی ضمانت دے۔

ذکر اللہ۔نسخہ کیمیا ہے

''حضرت عبداللہ بن بسر کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ احکام شریعت تو بہت ہیں، آپ مجھے کوئی ایسی بات بتادیں کہ میں اسے مضبوطی سے پکڑلوں، آپؐ نے فرمایا کہ ''لایزال لسانک رطباً من ذکر اللہ'' تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے ہمیشہ تر رہے'' (ترمذی شریف، باب فضل الذکر)

وضاحت: اللہ نے اپنے بندوں پر جس قدر انعامات کی بارش کی ہے، اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ انسان ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہے، ہمیشہ اس کا شکر گذار رہے، تاکہ اس کے دل پر منعم حقیقی کا استحضار قائم رہے اور قربت الٰہی نصیب ہو، کیونکہ جب کوئی بندہ مومن ذکر اللہ میں لگا رہتا ہے تو اس پر اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے ایک حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ جب کچھ لوگ اللہ کے ذکر کے لئے کسی جگہ بیٹھتے ہیں تو فرشتے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں، ان پر اللہ کی رحمت چھا جاتی ہے، ان پر سکون نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے مقربین میں کرتا ہے (مسلم شریف) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں بھی اللہ کا ذکر ہو اور اس کے دین کو سمجھنے کی کوشش ہو اس پر اللہ کی رحمت سایہ فگن ہوگی، ذکر کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک ذکر قلبی اور دوسرا ذکر لسانی، اللہ کی تسبیح وتحمید سبحان اللہ، الحمدللہ کا زبان سے ادا کرنا اور ذکر قلب یہ ہے کہ اللہ کی عظمت وبڑائی کا دل میں احساس ہو اور زمین وآسمان میں پھیلی ہوئی اس کی نشانیوں پر غور وفکر کیا جائے، فتح الباری میں ابن ابی جمرہ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ ذکر کبھی زبان سے، کبھی صرف دل سے اور کبھی زبان اور دل دونوں سے ہوتا ہے، اسی طرح کسی حکم خداوندی کی تعمیل اور ممنوع چیزوں سے اجتناب بھی ذکر ہے، حدیث پاک میں صحابی رسولؐ سے ذکر اللہ کرنے کی تلقین اس لئے کی گئی کہ بسا اوقات مومن بندہ کے دل پر غفلت کا پردہ پڑ جاتا ہے، جس کے باعث اس سے لغزشیں ہونے لگتی ہیں، اب اگر وہ ذکر اللہ میں مشغول ہو جاتا ہے تو اس کے دل سے غفلت دور ہو جاتی ہے اور آدمی پر خدا کی یاد چھا جاتی ہے، وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، توبہ واستغفار اور ذکر وتسبیح کا ورد کرنے لگتا ہے، جب اس پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لیتا ہے، جس کے باعث اسے قلبی سکون حاصل ہو جاتا ہے، معلوم ہوا کہ مشکل ترین حالات میں ذکر اللہ کا ورد نسخہ کیمیا ہے، اس لئے ذکر اللہ سے کبھی غافل نہ رہنا چاہئے اور خاص کر جب امت پر مشکل وقت آپڑے تو ایسے وقت میں زیادہ سے زیادہ دعا اور استغفار کا اہتمام کرنا چاہئے، اس لئے اولیاء کرام اوراد ووظائف سے دل کو معمور رکھنے کی تلقین فرماتے رہتے ہیں اور یہ حقیقت واقعہ بھی ہے کہ اگر اضطرابی حالات میں ادعیہ مسنونہ کا صدق دل سے ورد کیا جائے تو اللہ تعالیٰ مسائل ومشکلات کو حل فرما دیتے ہیں، باجماعت نمازوں کی پابندی کرے، تلاوت قرآن مجید کا اہتمام کرے اور صبح وشام کی مسنون دعائیں پڑھتے رہنے سے پریشانیاں دور ہوتی ہیں، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

دینی مسائل

مفتی احنکام الحق قاسمی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں:

س: اگر کوئی شخص اپنے آپ کو نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج: تمام مسلمانوں کا بہ حیثیت مسلمان یہ ایمان وعقیدہ ہے کہ جس طرح توحید میں اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہے، اسی طرح ختم نبوت میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وحدہ لاشریک ہے، اور جس طرح توحید میں اللہ رب العزت کے ساتھ کسی کو شریک وسہیم قرار دینا شرک ہے اسی طرح ختم نبوت میں کسی کو شریک وسہیم قرار دینا کفر ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے جس کا انکار کرنے والا مومن نہیں رہتا: ''من أنکرا لمتواتر فقد کفر'' (ھندیہ: ۲/۲۶۵) اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین'' (الأحزاب: ۴۰) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، قصر نبوت جس کی تعمیر کا آغاز ابوالبشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا اس کا انجام واختتام حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس پر ہو چکا ہے، اب اس قصر نبوت میں ایک انچ بھی جگہ خالی نہیں جس کو کسی کے ذریعہ پر کیا جاسکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری مثال اور سابقہ نبیوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے حسن وجمال اور رعنائی وخوبصورتی کا اعلیٰ شاہکار ایک مکان بنایا، لیکن اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی، لوگ آتے ہیں چاروں طرف گھوم گھوم کر اس مکان کو دیکھتے ہیں اس کی خوبصورتی کی تعریف کرتے ہیں، لیکن جب اس خالی جگہ پر پہونچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس خالی جگہ کو بھی پر کر دیا جاتا تو اس کے حسن وجمال میں چار چاند لگ جاتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس خالی جگہ کو پر کرنے والی اینٹ میں ہوں، میرے ذریعہ اس قصر نبوت کا کام مکمل ہو گیا کیونکہ میں آخری نبی ہوں: ''عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتاً فأحسنہ وأجملہ الاموضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وأنا خاتم النبیین (صحیح البخاری: ۱/۵۰۱) خاتم النبیین ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص ہے اور امتیازی شان ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: چھ چیزیں ایسی ہیں جو مجھ ہی کو عنایت کی گئی ہیں دیگر انبیاء کو نہیں دی گئیں، مجھے جوامع الکلم دیا گیا، رعب ودبدبہ کے ذریعہ میری مدد کی گئی، میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا، ساری زمین میرے لئے پاک اور سجدہ گاہ بنادی گئی، اور مجھے قیامت تک آنے والی تمام مخلوق کی جانب نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کو ختم کیا گیا: ''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الأنبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب وأحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طھوراً ومسجداً وأرسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون'' (صحیح مسلم: ۱ی/۱۹۹ کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنواسرائیل کی قیادت وسیادت کا فریضہ ان میں مبعوث ہونے والے انبیاء ہی انجام دیا کرتے تھے، جب بھی کسی نبی کا دنیا سے جانا ہوتا اللہ پاک اس سے پہلے دوسرا نبی بھیج دیتے (یہاں تک کہ سلسلہ چلتا ہوا مجھ تک پہونچا) اب میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا: ''عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت بنو اسرائیل تسوسھم الأنبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وأنہ لانبی بعدی'' (صحیح بخاری: ۱/۴۹۱ باب ما ذکر عن بنی اسرائیل) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوٹوک اور واضح الفاظ میں فرمایا کہ رسالت ونبوت کا سلسلہ بند ہو گیا، اب میرے بعد نہ تو کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول: ''عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (سنن الترمذی ابواب الرؤیا باب ذھبت النبوت وبقیت المبشرات: ۲/۵۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قرآن وحدیث میں بے شمار دلائل ہیں، ان مختصر تصریحات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، جب آپ آخری نبی ہیں تو آپ کا دین آخر الادیان، آپ پر نازل ہونے والی کتاب آخر الکتب اور آپ کی امت آخر الامم ہے، اب قیامت تک نہ تو کوئی نبی آئے گا، اور نہ کوئی کتاب آئے گی اور نہ اسلام کے علاوہ کوئی دین آئے گا اور نہ کوئی امت آئے گی، اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے کہ ہم اللہ کے نبی ہیں تو وہ جھوٹا ہے نبی کا دشمن، ملعون اور کافر ہے، ایسے شخص کے کافر ہونے پر نہ تو کسی شک کی گنجائش ہے اور نہ اس کے دعویٰ نبوت پر دلیل پوچھنے کی ضرورت، کیونکہ ایسے شخص کے جھوٹا ہونے پر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر لگادی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''انہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' (سنن الترمذی: ۲/۴۵ وقال الترمذی ھذا حدیث صحیح) اور اللہ تعالیٰ نے ایسے جھوٹوں کو بڑا ظالم قرار دیا اور ذلت آمیز عذاب کی بشارت دی: ''وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ کُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ'' (سورۃ الانعام: ۹۳) اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ گھڑے، یا دعویٰ کرے کہ مجھ پر وحی اتاری گئی ہے، حالانکہ اس پر کوئی وحی نہیں آئی ہو، اور جو کہے کہ اللہ نے جیسا کلام اتارا ہے عنقریب میں بھی ایسا ہی کلام اتاروں گا، کاش آپ وہ منظر دیکھتے کہ جب یہ ظالم لوگ موت کی مدہوشی میں ہونگے اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہونگے اور کہتے ہونگے اپنی جانیں باہر نکالو تم اللہ پر جو ناحق باتیں گھڑا کرتے تھے اور ان کے احکام کے مقابلہ میں نکیر کیا کرتے تھے آج اس کے بدلہ تمہیں رسوا کن عذاب دیا جائے گا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلدنمبر 64/74 شمارہ نمبر 35 مورا۱۱؍ربیع الاول۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶؍ستمبر۲۰۲۴ء روزسوموار

تحفظ مدارس کا مسئلہ

مدارس اسلامیہ نے ہر دور میں ایمانی واسلامی انداز میں نئی نسل کی ذہنی، تعلیمی وتربیتی آبیاری کے فرائض انجام دیے ہیں، آج جو کچھ دینی رمق مسلمانوں میں باقی ہے، اس کے پیچھے مدارس اسلامیہ کی قابل قدر خدمات رہی ہیں، دشمنان اسلام مدارس اسلامیہ کی اس قوت سے واقف ہیں، اور وہ خوب جانتے ہیں کہ یہی وہ پاور ہاؤس ہے جہاں سے مسلمانوں کو اسلامی وایمانی کام کرنے کی ترغیب ہوتی ہے، اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے فروغ کے لیے راہ ہموار ہوتی ہے، اسی وجہ سے گیے گذرے دور میں بھی علماء کی باتیں سنی جاتی ہیں اوانہیں مقتدیٰ اور پیشوا کا مقام دیا جاتا ہے سماج میں پائی جانے والی برائیوں کے خاتمے کے لیےان سے امید لگائی جاتی ہے، اور جب یہ امید پوری نہیں ہوتی توانہیں بُرا بھلا کہا جاتا ہے، چنانچہ اس حوالہ سے ان کو مطعون کرنے والے دانشوروں کی تعداد کم نہیں ہے، کئی لوگ مدارس اسلامیہ کی تعلیم وتربیت کواز کار رفتہ کہنے سے بھی نہیں چوکتے، تعلیم کو پیشہ وارانہ اور روزی روٹی سے جوڑ کر دیکھنے والوں کواس کی اہمیت کا ادراک نہیں ہے، نظریاتی طور پر یہ بڑا معاملہ ہے، جس سے مدارس کے وجود کو مستقبل میں خطرہ لاحق ہے۔

دوسرا بڑا خطرہ مدارس اسلامیہ کی جائیداد اور عمارتوں کو ہے، وقف ایکٹ میں جو ترمیمات لائی گئی ہیں، اس کے مطابق اگر زمینوں کے دستاویزات مدارس کے پاس نہیں ہیں تو اس کو سرکار کے لئے وقف کی جائیداد ماننا دشوار ہوگا اور ایسی تمام آراضی ومکانات جو صرف استعمال کی وجہ سے اوقاف میں آتے ہیں کالعدم قرار دے دیے جائیں گے اور بحق سرکار ضبط کر لی جائیں گی، دستاویز کی عدم موجودگی کی وجہ سے کلکٹر صاحب اس کو غیر مزروعہ عام قرار دے دیں گے اور سرکاری زمین کو خالی کرانے کا جو قانون ہے اس کا سہارا لے کر مدارس کی عمارت کو منہدم کرا دیں گے، بی جے پی کے اقتدار والی ریاستوں آسام، مدھیہ پردیش، ہریانہ، اتراکھنڈ وغیرہ میں اس کی شروعات ہو چکی ہے، نہ مدارس محفوظ ہیں اور نہ ہی مساجد، اس لیے اس خطرہ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ مدارس کی آراضی اور جائیداد کو سرکاری ضابطوں کے مطابق رکارڈ کروایا جائے، سروے کرا کر رجسٹر ۲، میں اندراج کو یقینی بنایا جائے، اگر سرکاری آراضی کے طور پر ریوینو کارڈ میں چڑھ گیا ہے تو اس کا ٹائٹل بدلوایا جائے، بدلوانے کا وہی طریقہ ہے جو آپ کی زمین دوسروں کے نام چڑھ گئی ہو تو آپ کے نام کروانے کا ہے، ضرورت محنت، حساسیت اور جدوجہد کی ہے۔

تیسرا بڑا خطرہ مدارس کو اسکول میں بدل دیئے جانے کا ہے، جیسا کہ آسام میں ہو گیا اور اتر پردیش میں کیا جارہا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ نئی تعلیمی پالیسی میں مدارس، مکاتب وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے، سرکار نے ان اداروں کو نئی تعلیمی پالیسی میں تعلیمی مراکز کے طور پر تسلیم نہیں کیا ہے، پہلے یہ لازمی تعلیمی اسکیم چودہ سال تک کے بچوں کے لئے تھی، نئی تعلیمی پالیسی میں اسے بڑھا کر سولہ سال کر دی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ اس عمر تک مدرسہ میں پڑھتا ہے تو وہ سرکاری تعلیمی پالیسی کے خلاف کر رہا ہے، گارجین کو اس کے لیے ماخوذ بھی کیا جاسکتا، جب لازمی تعلیم کا ایکٹ آیا تھا تو امیر شریعت سابع حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ نے بڑی جدوجہد کے بعد مدارس ومکاتب کو استثنائی طور پر تعلیمی مرکز کی حیثیت سے سرکار سے منوالیا تھا، لیکن نئی تعلیمی پالیسی میں اس استثناء کا کوئی ذکر نہیں ہے، دستور ہند میں دی گئی مذہبی آزادی اور بنیادی حقوق کے خلاف اسے اقلیتوں پر مسلط کیا گیا ہے، اس لیے مدارس نئی تعلیمی پالیسی کے تحت کیا سرکاری اور کیا غیر سرکاری سب اس کی زد میں آئیں گے اور انہیں اپنے نصاب ونظام تعلیم میں ایسی تبدیلی کرنی ہوگی کہ وہ مدرسہ کے بجائے اسکول بن جائیں گے، اتر پردیش سے جو خبریں آرہی ہیں اس کے مطابق پانچ سو تیرہ مدرسوں نے مدرسہ کی حیثیت سے اپنے ادارہ کے الحاق کو واپس لینے کے لیے سرکار سے درخواست کی ہے، ریاستی مدرسہ بورڈ نے ان کی درخواست منظور کر کے رجسٹرار کے پاس بھیج دیا ہے، تاکہ وہ اس پر مہر تصدیق ثبت کر دیں، بہت سارے مدارس کی مجلس منتظمہ نے بیسک ایجوکیشنل کونسل سے منظوری کی کارروائی شروع کر دی ہے، کارروائی مکمل ہوتے ہی ان مدارس کی حیثیت اسکول کی ہو جائے گی اور مدرسہ کا وجود ختم ہو جائے گا۔

اتر پردیش میں نئے مدارس کی منظوری کا عمل اور جو پہلے سے منظور شدہ ہیں اس کی تجدید کا کام یوگی حکومت میں اس قدر دشوار کر دیا گیا ہے کہ لوگ اپنے ادارہ کا بیسک ایجوکیشنل کونسل سے انسلاک اور الحاق کو ضروری سمجھ رہے ہیں اور مدارس کے نصاب ونظام تعلیم سے اپنے کو الگ کرنا چاہتے ہیں۔

اتر پردیش حکومت نے غیر منظور شدہ مدارس کو بند کرنے کے لیے بھی اقدام کیے ہیں، اس نے ہزاروں مدارس کی ایک فہرست جاری کی ہے، جس میں دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مظاہر علوم سہارنپور بھی شامل ہیں، کلکٹر کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایک ماہ میں ان مدارس کو بند کرا کر ان کے طلبہ کا داخلہ اسکول میں کرائیں، بعض اضلاع میں اس پر عمل بھی شروع ہو گیا ہے۔

ان حالات میں امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم نے مدارس اسلامیہ کنونشن بلایا تھا، یہ کنونشن المعہد العالی کے ہال میں ہوا، بڑی تعداد میں بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مدارس کے ذمہ داران اور علماء اس پروگرام میں شریک ہوئے، تحفظ مدارس کے لیے لائحہ عمل طے کیا گیا، جو لوگ شریک ہو سکے انہوں نے اکابر کی زبانی اس کو سن لیا، اور اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازا، اس موقع سے جو تجاویز منظور ہوئیں اور پروگرام میں جو کچھ ہوا اس کی تفصیلات آپ اگلے شمارہ میں ملاحظہ کریں گے۔

بلڈوزر جسٹس

گذشتہ چند سالوں سے ہندوستان میں سزا کا ایک نیا طریقہ بی جے پی کے وزراء اعلیٰ نے ایجاد کیا ہے، اسے صحافتی زبان میں ''بلڈوزر جسٹس'' کہتے ہیں، نہ نوٹس، نہ کاغذات کی جانچ، نہ عدالت اور نہ انصاف، ایف آئی آر درج ہو اور متعلقہ شخص کو مجرم تسلیم کر لیا گیا اور بغیر کسی اطلاع کے بلڈوزر بھیج کر اس کے گھر کو منہدم کر دیا گیا، اس طریقہ کار کو سب سے پہلے اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے شروع کیا اور پھر یہ دھیرے دھیرے آسام، مدھیہ پردیش، اتراکھنڈ وغیرہ میں تیزی سے رواج پا گیا، ہماچل پردیش میں کانگریس کی سرکار ہے، بی جے پی جانتی ہے کہ حکومتی سطح پر یہ ممکن نہیں ہے، اس لیے ہنگامے کرا کر آر ایس ایس کے غنڈوں کے ذریعہ تحریک چلا کر وہاں بھی مسجد کے انہدام کی کاروائی کی جائے، چنانچہ شملہ کی سنجولی مسجد کے خلاف ہندو تنظیموں نے مورچہ کھول رکھا ہے، بغیر سرکاری اجازت کے جلوس نکالے جارہے ہیں فرقہ پرست بابری مسجد کی طرح اسے اپنے ہاتھوں سے منہدم کرنا چاہتے ہیں، پولیس کی بریکنگ کو توڑ کر وہ آگے بڑھ رہے ہیں اور ایک دن تو بھیڑ اور مسجد کے درمیان صرف پچاس میٹر کی دوری رہ گئی تھی، اس صورت حال نے وہاں قانون کی حکمرانی پر سوال کھڑے کر دیے ہیں، پولیس اور فرقہ پرستوں کے درمیان تشدد کی نوبت بھی آرہی ہے۔ مسجد کو حکومت نے بند کروا دیا ہے۔

۲؍ستمبر۲۰۲۴ء کو عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) کی دو رکنی بینچ نے بلڈوزر کے ذریعہ مکانات کے منہدم کرنے پر سخت برہمی کا اظہار کیا اور کہا کہ صرف الزامات کی بنیاد پر گھروں کے گرانے اور جائیداد کے تہس نہس کرنے کی کاروائی کیوں کر کی جاسکتی ہے، جسٹس وشوناتھن اور جسٹس بی آر گوئی نے کہا کہ جرم ثابت ہونے کے بعد بھی مکان ڈھانے کی کاروائی نہیں کی جاسکتی، جج صاحبان نے کہا کہ اس کا مطلب سرکاری زمین پر غیر قانونی قبضہ کی حوصلہ افزائی نہیں، بلکہ غیر دستوری طریقہ کار کو اپنانے سے ہے، اس مقدمہ کی اگلی سماعت ۱۷؍ستمبر۲۰۲۴ء کو ہونی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اقلیتوں کو ڈرانے اور ہراساں کرنے کے لیے یہ کاروائی کی جاتی رہی ہے، آپ کو یاد ہوگا کہ ۲۱؍اگست کو مدھیہ پردیش کے چھترپور میں پولیس اسٹیشن پر پتھر بازی کے الزام میں چوبیس گھنٹے کے اندر ہی بیس ہزار اسکوائر فٹ میں تعمیر بیس کروڑ روپے کی لاگت سے بنی عمارت کو پولیس نے منہدم کر دیا، جو گاڑیاں گھروں میں تھیں اسے بھی کچل کر برباد کر دیا گیا، اس طرح کے واقعات مختلف الزامات میں اُدے پور، مرادآباد، بریلی، دہلی کے جہانگیر پوری، گجرات اور اتراکھنڈ میں کثرت سے پیش آئے، ایک اندازہ کے مطابق اب تک ۵ء۱ لاکھ مکانات اور عمارتیں بغیر عدالتی فیصلے اور نوٹس کے منہدم کی جاچکی ہیں، یہ در اصل انصاف کا قتل ہے جو حکومت کی زیر سرپرستی مختلف علاقوں میں کیا جارہا ہے، یہ انصاف کا قتل اس لئے بھی ہے کہ مکانات کے انہدام سے خاندان کے سارے لوگ کھلے آسمان کے نیچے آجاتے ہیں، جن میں بے قصور عورتیں اور بچے بھی ہوتے ہیں، بھلا یہ کیسا انصاف ہے کہ ملزم تو ایک ہے اور اس کی سزا پورے خاندان کو دی جارہی ہے، دستور ہند میں اس کی قطعا گنجائش نہیں ہے۔

پرانی پنشن اسکیم

سرکاری ملازمین کے لیے مرکزی اور ریاستی حکومتوں نے سبکدوشی کے بعد انہیں معاشی طور پر ٹھیک ٹھاک رکھنے کی غرض سے پنشن اسکیم کو منظوری دی تھی، عام حالات میں یہ پنشن سبکدوشی کے وقت ملنے والی ماہانہ یافت کا نصف ہوا کرتا تھا، ملازم کے انتقال کے بعد ان کی بیگمات کو بھی اگر وہ زندہ ہوں تو ملازم کو ملنے والی پنشن کا نصف مل جایا کرتا تھا، اس یافت کی وجہ سے بچے بھی بوڑھے باپ ماں کا خیال رکھتے تھے اور زندگی اچھے سے گذر جاتی تھی، لیکن بعد کے دور میں اسے بوجھ سمجھا جانے لگا، اور معاشی ماہرین اس پر غور کرنے لگے کہ اس بوجھ کو کس طرح کم کیا جائے، مرکزی اور ریاستی حکومتوں نے قدیم پنشن اسکیم (OPS) کو ختم کر دیا، ۲۰۰۴ء میں مرکزی حکومت نے نئی پنشن اسکیم کو ''قومی پنشن اسکیم'' (NPS) کے طور پر متعارف کرایا، اس اسکیم میں اس بات کو اہمیت دی گئی کہ کارکن نے اپنی ملازمت کے دوران پنشن فنڈ میں کتنی رقم جمع کی ہے، اس طرح پنشن کی ذمہ داری سرکار سے ہٹ کر کارکنوں پر آگئی اور ان کے پنشن کا انحصار ان کی جمع کردہ رقم پر ہو گیا، سرکاری ملازمین اور ان کی تنظیمیں مسلسل قدیم پنشن اسکیم (OPS) کی واپسی کے لیے احتجاج کرتی رہیں، حال ہی میں مرکز نے ایک نئی پنشن اسکیم پیش کی ہے جو نہ سمجھنے کا ہے نہ سمجھانے کا۔

البتہ ان احتجاجات کا اثر ریاستوں میں دیکھنے کو ملا ہے، حالیہ برسوں میں راجستھان، پنجاب اور دیگر کئی ریاستوں نے پرانی پنشن اسکیم کو جاری کر دیا ہے اور دیگر ریاستوں پر بھی اس سلسلے میں کافی دباؤ ہے، پرانی پنشن اسکیم کانگریس کے دور حکومت میں ختم کی گئی تھی، لیکن اب وہ بھی پرانی پنشن اسکیم کو نافذ کرنے کے حق میں ہے۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سرکاری کرمچاریوں کے پنشن پر خرچ کی جانے والی رقم ان ریاستوں کی کل آمدنی کا بارہ فی صد سے زیادہ ہے، جب کہ مرکزی حکومت اس مد میں صرف 7.4 فی صد ادا کرتی ہے، پچیس ریاستوں میں پنشن پر خرچ کی جانے والی رقم دس فی صد سے کم نہیں ہے۔ سال 25-2024 میں پنشن پر مرکزی حکومت کے تخمینی صرفہ کا اندازہ 2.67 ٹریلین روپے کا ہے، سب سے بڑی رقم پنشن کے نام پر سبکدوش فوجیوں کو جاتی ہے جو 1.41 ٹریلین روپے ہے، حکومت نے اس بار جو بجٹ پیش کیا ہے اس کے مطابق تقریبا 2670 ارب روپے پنشن پر صرف کرنے پڑیں گے، جس میں سے تنہا 1410 ارب روپے سبکدوش افواج کے حصہ میں جائیں گے، ریلوے نے 670 ارب روپے اپنے ریٹائر کارکنوں کے لیے مختص کیے ہیں جو اس محکمہ کے کل خرچ کا چوتھائی ہے۔

ضرورت ایسی صورتوں کے طے کرنے کی ہے، جس سے حکومت کے خزانے پر بوجھ زیادہ نہ بڑھے اور کارکنوں کو بھی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، سبکدوش ملازمین کے لیے سماجی تحفظ بھی ایک بڑی ضرورت ہے، سرکار کو کسی ایسی اسکیم کو متعارف کرانا چاہیے، جس سے ملکی خزانہ پر زیادہ بوجھ نہ پڑے اور سماجی تحفظ کا بھی سامان ہو سکے۔

داعیان اسلام کو عمر قید

مولانا کلیم صدیقی اور عمر گوتم کو اسپیشل این، آئی اے ٹی ایس کورٹ نے بارہ دیگر ملزمین کے ساتھ ۱۰؍ستمبر کو ہی مبینہ تبدیلی مذہب مقدمہ میں مجرم قرار دے دیا تھا، پولیس نے اسی دن انہیں حراست میں بھی لے لیا تھا، ۱۱؍ستمبر کو اے ٹی ایس کورٹ کے جج وویکا نندشرن ترپاٹھی نے آئی پی سی کی دفعہ A121,A295B,A153,B120,417 اور 123 اور غیر قانونی تبدیلی کی دفعہ 3,4,5 کے تحت عمر قید کی سزا سنائی ہے، جبکہ چار دیگر ملزمین عبداللہ عمر، منٹو یادو، کنال، اشوک چودھری اور سلیم کو دس سال کی سزا اور جرمانہ بھی لگایا ہے، آپ کو یاد ہوگا کہ ستمبر ۲۰۲۱ء میں یوپی اے ٹی ایس نے ان حضرات کو گرفتار کر لیا تھا اور کئی مہینے بعد انہیں ضمانت مل پائی تھی، مولانا کلیم صدیقی نے ۱۰؍ستمبر کو اپنے متعلقین اور خاندان کو گرفتاری کے بعد نصیحت کرتے ہوئے صبر کی تلقین کی ہے اور اللہ کی طرف سے اس ابتلاء میں خیر کے پہلو چھپے ہونے کی امید جتائی ہے، جس سے ان کے معتقدین اور خاندان والوں کو بڑا حوصلہ ملا ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍ مولانا ناصر الدین مظاہری

مولانا محمد یعقوب شمسی سہارنپوریؒ

یہاں جو بھی آیا ہے وہ گویا مرنے کے لئے ہی آیا ہے، لیکن بہت سی اموات ایسی ہوتی ہیں جو قلب وروح کو بے کل و بے چین کر جاتی ہیں، ایسی ہی ایک موت ہمارے استاذ مکرم حضرت مولانا محمد یعقوب شمسی سہارنپوریؒ کی بھی ہے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب شمسی سہارنپوری کے والد ماجد کا نام الحاج محمد اسحاق تھا، مولانا کی ولادت 1948ء میں سہارنپور کے محلّہ ٹوپیہ سرائے میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے ہی محلّہ کے مکتب میں حاصل کی پھر 1382ھ میں مظاہر علوم سہارنپور میں داخل ہو کر چار پانچ سال درجہ بدرجہ تعلیم حاصل کر کے 1386 ھ میں دورہ حدیث شریف پڑھ کر فارغ ہوئے۔ دورہ حدیث شریف کی پوری جماعت میں آپ سب سے اعلیٰ نمبرات سے کامیاب ہوئے اور نقد انعام کے علاوہ کتب انعامیہ بھی حاصل کیں۔

آپ کے دورہ کے ساتھیوں میں حضرت مولانا محمد سلمان صاحب ابن جناب مولانا مفتی محمد یحییٰ سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا قاری محمد رضوان نسیم صاحب ابن جناب حضرت مولانا قاری سید محمد سلیمان دیوبندیؒ بالخصوص لائق ذکر ہیں۔

حضرت مولانا محمد یعقوب شمسی سہارنپوریؒ نے مکمل بخاری شریف، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، مسلم، ترمذی، نسائی ابن ماجہ، مؤطا امام مالک اور مؤطا امام محمد حضرت مولانا منور حسینؒ، ابوداؤد حضرت مولانا مفتی مظفر حسینؒ اور طحاوی مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ رام پوریؒ سے پڑھیں۔

فراغت کے معا بعد 1387ھ میں مادر علمی مظاہر علوم میں ہی آپ کا تدریس کے لئے تقرر ہو گیا، تقرر کے پہلے سال آپ نے مرقات، نور الایضاح وغیرہ اور اگلے سال کنز الدقائق وغیرہ پڑھائیں، یوں سال بہ سال ترقی کے مدارج طے کرتے ہوئے شرح وقایہ، جلالین، بیضاوی، مشکوۃ، نسائی، ابن ماجہ، مؤطا امام مالک اور شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ محمد عثمان غنیؒ کے انتقال کے بعد مسلم شریف کا سبق آپ سے متعلق ہوا۔

1423ھ میں مدرسہ مظاہر علوم وقف سہارنپور کے آپ صدر مدرس تجویز ہوئے۔ آپ سے پہلے اس عہدہ پر آپ کے استاذ حضرت مولانا محمد عاقل سہارنپوری فائز تھے لیکن مولانا دار جدید چلے گئے تو یہ عہدہ ایک عرصہ تک خالی رہا۔

آپ کا اصل موضوع بکثرت اور طویل زمانہ تک جلالین شریف پڑھانے کی وجہ سے تفسیر ہو گیا تھا، میں نے ایک دفعہ پوچھا کہ آپ نے جلالین شریف کتنے سال تک پڑھائی تو فرمایا کہ اٹھارہ سال۔ اس کتاب کی تدریس میں جو ملکہ اور قدرت آپ کو حاصل تھی وہ مثالی تھی، مشہور صاحب علم شخصیات کو آپ کے درس جلالین کی تعریف میں رطب اللسان پایا، بہت بار دار العلوم کے طلبہ آپ کے درس جلالین میں شرکت کرتے پائے گئے، بظاہر اس کی وجہ یہ رہی ہوگی کہ طلبہ کسی کام سے یا دیوبند میں کوئی سبق اتفاقاً نہ ہوا تو سہارنپور آ گئے اور شریک درس ہو گئے۔

جلالین شریف کے سبق میں اس قدر منہمک ہو جاتے تھے کہ لگتا تھا کہ آپ کو لذت اور حلاوت مل رہی ہے، طلبہ آپ کے سبق میں ہمہ تن گوش ہو جاتے تھے، حاضری کا اوسط بڑھ جاتا تھا، سبق کے بعد طلبہ اس سبق کے تعلق سے سیری محسوس کرتے تھے، طمانینت قلبی کا احساس ہوتا تھا۔ میں نے آپ سے مشکوۃ کے سال بیضاوی شریف اور دورہ حدیث کے سال نسائی اور مؤطا امام محمدؒ پڑھی ہیں۔ نسائی کے درس میں آپ زیادہ کلام نہیں کرتے تھے، ضروری مباحث اور بنیادی چیزیں بتا کر آگے بڑھ جاتے تھے، مؤطا امام محمد سال کے بالکل اخیر میں ہوتی ہے اور صرف عبارت خوانی پر ہی اکتفا ہوا کرتا تھا۔ حضرت الاستاذ صرف کتابی اور درسی مزاج ومذاق کے حامل عالم تھے اسی لئے کوئی کتاب یا کتابچہ طبع نہیں ہوا۔

ذہانت وفطانت، حاضر جوابی، استعداد کی پختگی اور جزئیات بالخصوص تفسیری علوم ومعارف سے آگہی اور بصیرت میں آپ اپنے معاصرین میں ممتاز تھے۔

11 صفر المظفر 1446ھ مطابق 17 اگست 2024ء شنبہ کو بعد نماز مغرب مظاہر علوم وقف کی مسجد کلثومیہ میں اعلان ہوا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب صدر مدرس مدرسہ ہذا کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

انتقال کی خبر کلفت اثر سن کر نہایت رنج ہوا اور نہاں خانۂ دل میں برجستہ مشہور مصرع ”اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے“ آیا ہاتف نے سرگوشی کی کہ اس مصرع کا حقیقی مصداق مولانا محمد یعقوب صاحب کی ذات گرامی ہے، آپ سلسلہ کہن سال کی آخری کڑی تھے، آپ قدیم اکابر کی یادگار تھے، استاذ الاساتذہ تھے، آپ کی ذات سے مدرسہ بھرا بھرا محسوس ہوتا تھا۔ بلا مبالغہ مولانا کے کئی ہزار شاگردان رشید ایسے ہوں گے جو حدیث اور تفسیر کی تدریس سے منسلک ہیں اور ان سے کہیں بڑی تعداد ایسے شاگردوں کی ہوگی، جو مختلف دینی کاموں میں مصروف ہیں ان شاء اللہ یہ بڑی تعداد آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے درجات کو بلند فرمائے۔ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔

کتابوں کی دنیا ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی (تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

نظام اوقاف

اسلام کے اقتصادی ومعاشی نظام میں اوقاف کی بڑی اہمیت ہے، مدارس مساجد، قبرستان، مزارات، خانقاہیں، مسافر خانوں اور دوسرے رفاہی کاموں کے لئے بڑی تعداد میں مسلمانوں نے زمین، جائیداد، مکانات وغیرہ، وقف کیے اس کی وجہ سے غرباء ومساکین کی کفالت، تعلیمی نظام، روحانی تربیت وتزکیہ کے انتظامات، باجماعت نمازوں کے اہتمام اور مسافروں کے لئے رہائش کی سہولیات دستیاب ہوئیں، یہ اوقاف اللہ کے بندوں نے (جس میں مسلم، غیر مسلم سبھی شامل تھے) اپنی ملکیت سے نکال کر اللہ کی ملکیت میں دیا؛ تاکہ اس کا نفع اللہ کے بندوں کے لیے دیرپا ہو، اور اصل چیز کی بقا کے ساتھ لوگ ان چیزوں سے واقف کی منشاء کے مطابق نفع اٹھاتے رہیں، متولیان سرکاری ایجنسیاں، ضلعی وقف کمیٹی، ریاستی وقف بورڈ، مرکزی وقف کونسل کا قیام اوقاف کے تحفظ کے لئے عمل میں آیا، انہیں اللہ کی ملکیت میں چلی جانے والی چیزوں کے لیے امین بنایا گیا انہیں شرعی طور پر یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ اس کی خرید وفروخت کر سکیں، کسی کو ہبہ کر دیں یا واقف کی منشا کے خلاف اصل جائیداد اور اس کے منافع کو کام میں لائیں، کیوں کہ امین کو تصرف کا حق نہیں ہوا کرتا، تحفظ کی ذمہ داری جو انہیں دی گئی وہ ان کے پاس امانت ہے، اب اگر کوئی امانت میں خیانت کرنے لگے تو اس کے ایمان کا کوئی بھروسہ نہیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، لا ایمان لمن لا امانة له.

بدقسمتی سے مرور ایام کے ساتھ بیشتر متولیان اور تحفظ کے لیے قائم سرکاری اداروں میں امانت داری کا خیال جاتا رہا، اور ہر سطح پر جو خرد برد ہوا، وہ اظہر من الشمس اور تاریخ کا تاریک ترین باب ہے۔

امارت شرعیہ نے ہر دور میں اوقاف کے معاملات ومسائل کو شرعی بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے جدوجہد کی، حضرت مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ نے انڈی پنڈنٹ پارٹی کے دور حکومت میں اوقاف کے تحفظ کے لیے ایک قانونی مسودہ پیش کیا، جس کی روشنی میں تمام زرعی اوقاف کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔

آزادی کے بعد پہلا وقف ایکٹ ۳ر مارچ ۱۹۴۸ء کو نافذ کیا گیا، لیکن یہ ایک عبوری انتظام تھا، ۱۹۵۴ء میں پہلا وقف ایکٹ لایا گیا، مسلمان اس سے مطمئن نہیں ہوئے، چنانچہ اس ایکٹ میں ۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۹ء میں ترمیمات کی گئیں تو مسلمان ان ترمیمات سے قدرے مطمئن ہوئے، جب ۱۹۸۴ء کے ایکٹ میں ترمیمات کی گئیں تو مسلمان ان ترمیمات سے مطمئن نہیں ہوئے، بڑے پیمانے پر اس کی مخالفت کی گئی، امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ، جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے تحفظ اوقاف کے لیے جرأت مندانہ جدوجہد کی اور اپنی جانب سے ترمیمات کا ایک خاکہ مرتب کر کے حکومت کو دیا، مگر وہ حضرت کی حیات میں روبہ عمل نہ آ سکا، البتہ ان ترمیمات کی روشنی میں ۱۹۹۵ء میں وقف ایکٹ پاس ہو گیا، اس میں سب کچھ مرضی کے مطابق تو نہ ہو سکا؛ لیکن اوقاف کے تحفظ کی دفعات اس قدر مضبوط بنائی گئیں کہ مسلمانوں کو قدرے اطمینان ہوا۔ ۲۰۱۳ء میں پھر سے وقف ایکٹ میں ترمیمات کی کوشش کی گئی، لال جان پاشا کی قیادت میں ایک کمیٹی مرکزی حکومت نے تشکیل کی، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے ترمیمات کی مخالفت کی، مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ (جو ان دنوں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری اور امارت شرعیہ کے نائب امیر شریعت تھے) نے پوری جرأت مندی کے ساتھ اوقاف کے مسئلہ کو اٹھایا، لال جان پاشا نے ریاستوں کا دورہ کیا، وقف کی صورت حال کو جاننے کی کوشش کی، یہ حضرت مولانا سید نظام الدینؒ کا دور امارت تھا جب لال جان پاشا بہار آئے، تو امارت شرعیہ نے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تجویز کی روشنی میں ایک مسودہ تیار کیا، امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدینؒ نے یہ کام میرے سپرد کیا، خاکہ تیار کر کے حضرت کو دکھایا تو انہوں نے پسند کیا اور فرمایا کہ نمائندگی بھی تم ہی کرو، چنانچہ تارامنڈل میں جہاں لال جان پاشا لوگوں کی باتیں سن رہے تھے، میں بھی حاضر ہوا، ترمیمات کے مسودہ کے ساتھ زبانی گفتگو کی، انہوں نے اسے قبول کیا اور غور کرنے کا وعدہ کیا، بعد میں ترمیمات کو ایکٹ کا حصہ بنا دیا گیا۔ یہ پورا خاکہ اور ترمیمات کا مسودہ میری کتاب ”آدھی ملاقات“ کے صفحہ ۱۲۴ر تا ۱۲۶ پر مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔

تقریباً گیارہ سال بعد ۲۰۲۴ء میں سرکار نے ترمیمات کے لیے نیا بل ۸ر اگست ۲۰۲۴ء کو پارلیامنٹ میں پیش کیا، جو ابھی جے پی سی کے ارکان کے زیر غور ہے عوام سے رائے ۱۳ر ستمبر تک مانگی گئی ہے، آرا بھیجے جا رہے ہیں، اس ترمیم کے آنے کے پہلے ہی امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم نے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تجویز کے مطابق بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کی ایک بڑی تحفظ اوقاف کانفرنس پٹنہ میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا تھا، اور ہم خدام امارت شرعیہ (جن میں کئی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ارکان بھی ہیں) کو اس کی تیاری کا حکم دیا، چنانچہ یہ کانفرنس پورے آب وتاب کے ساتھ باپو سبھا گار نزد گاندھی میدان میں بڑے آن بان شان سے منعقد ہوا۔

کانفرنس وغیرہ میں جو تقریریں ہوتی ہیں، اس کی افادیت اپنی جگہ، لیکن وہ دیر سویر ہوا میں تحلیل ہو جاتی ہیں، پھر جو لوگ آتے ہیں اور جو نہیں آ پاتے ہیں، ان کو بھی موضوع پر علمی مواد کی ضرورت ہوتی ہے، تاکہ مالہ وماعلیہ سے ان کی واقفیت مکمل ہو سکے، کانفرنس کے اس موقع سے مولانا حکیم محمد شبلی القاسمی، قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے نظام اوقاف پر ایک جامع کتاب مرتب کرنے کا فیصلہ کیا؛ چنانچہ اب یہ کتاب آپ کے سامنے ہے اس میں اوقاف کی اسلامی حیثیت کے ساتھ امارت شرعیہ کی جانب سے تحفظ اوقاف کیلئے کی جانے والی کوششوں کو تفصیل سے انہوں نے جمع کر دیا ہے، ترمیمات کے لیے پارلیامنٹ میں پیش ہونے والے بل کا ترجمہ، اس کے مضر اثرات اور مختلف پارٹیوں کے سربراہان کو دیے گئے میمورنڈم کا ترجمہ بھی شامل کتاب ہے اسطرح اس موضوع پر یہ ایک جامع کتاب تیار ہو گئی۔ مولانا اس کتاب کے مرتب ہیں میرے نزدیک ترتیب کا کام تصنیف سے زیادہ مشکل ہوتا ہے، کیونکہ اس میں اپنے خیالات سے زیادہ دوسرے کے مواد، اسلوب، تعبیرات مضامین اور ترجمہ کو سلیقے سے پیش کرنا ہوتا ہے، جب کہ تصنیفات میں مصنف کے اپنے خیالات ہوتے ہیں نہ وہ کسی کے ترجمہ کا پابند ہوتا ہے اور نہ ہی تعبیرات کا۔ یہ کام قائم مقام صاحب کی گوناگوں مصروفیات، کانفرنس کی تیاری، قائدین سے ملاقات، اوقاف کے سلسلے میں اسفار کی وجہ سے چنداں دشوار تھا، لیکن انہوں نے اس کے لئے بھی وقت نکالا، راتوں کی نیند اور صبح کا چین کھویا، تب یہ دو بابی کتاب تیار ہو پائی ہے، جو لوگ اس قسم کا کام کرتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ کس قدر مشکل کام ہے، اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے ان سے یہ کام لیا، یہ صرف نظام اوقاف پر ایک کتاب ہی نہیں، تاریخی دستاویز بھی ہے، جو برسوں مشعل راہ کا کام کرتی رہے گی، میں مولانا کو اس کتاب کی تالیف وترتیب پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس کے قبول عام وتام کی دعا پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

✍: مولانا رضوان احمد ندوی

حضرت شرف الدین بوعلی قلندر: شیخ ابوعلی شرف الدین بن سالار فخر الدین ہندوستان کے ایک بزرگ اور مجذوب اولیاء میں سے ہیں، آپ کا شجرۂ نسب حضرت امام ابوحنیفہؒ سے ملتا ہے، آپ کے والد ماجد ۱۲۰۴ء میں عراق سے ہندوستان آئے جو بڑے متبحر اور جید عالم دین تھے، ان کی پہلی شادی حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کی صاحبزادی سے ہوئی، ان کی وفات کے بعد دوسری شادی مولانا سید نعمت اللہ ہمدانی کی ہمشیرہ بی بی حافظہ سے ہوئی، انہی کے بطن سے بوعلی قلندر کی ولادت ہوئی۔ آپ نے کم سنی ہی میں تمام علوم پر دسترس حاصل کرلیا اور تقریباً بیس سال تک دہلی میں قطب مینار کے پاس درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا، دہلی کے بڑے بڑے علماء آپ کے تبحر علمی کے قائل تھے، لیکن جب آپ نے تصوف کے میدان میں قدم رکھا تو آپ پر جذب حالت طاری ہوگئی، پانی پت کے مضافات باگھوتی اور بدھار کھیڑا میں سکونت اختیار کرلی۔ ''معارج الولایت'' کے مؤلف بوعلی قلندرؒ کو خواجہ بختیار کاکیؒ کا خلیفہ لکھا ہے، بوعلی قلندر کی حضرت نظام الدین اولیاء سے بھی ارادت وخلافت منسوب ہے، قیامِ پانی پت کے دوران حضرت خواجہ شمس الدین ترک اپنے مرشد کے حکم سے بوعلی قلندرؒ کے یہاں قیام پذیر ہوئے تھے۔

حضرت شیخ جلال الدین محمود پانی پتی بھی بوعلی قلندر ہی کے فیض سے راہِ طریقت پر گامزن ہوئے تھے، روایت ہے کہ کم سنی کے زمانے میں شیخ جلال الدین گھوڑے پر سوار ادھر سے گزرے، انہیں دیکھ کر بوعلی قلندرؒ نے فرمایا ''زہے اسپ وزہے سوار'' چنانچہ آپ کی یہ آواز کانوں میں پڑنی تھی کہ شیخ جلال الدین بیخود ہوگئے، گھوڑے سے اُتر پڑے اور اسی وقت جنگل کی راہ لی، چالیس سال جنگل میں پھرتے رہے، جب وطن واپس آئے تو شیخ بوعلی قلندرؒ سے بیعت کے لئے حاضر ہوئے، لیکن آپ نے فرمایا اے فرزند عزیز تمہاری مشکل دوسرے شخص سے حل ہوگی، چنانچہ جب شمس الدین ترک پانی پتی کا ورود پانی پت میں ہوا تو آپ نے شیخ جلال الدین کو ان کے پاس ارادت کے لئے بھیج دیا اور وہ آگے چل کر ان کے خلیفہ ہوگئے، وفات کے بعد آپ کرنال میں مدفون ہوئے، لیکن کہا جاتا ہے کہ اعزا واقارب نے ایک رات پوشیدہ طور پر نعشِ مبارک کو پانی پت میں لے جاکر دفن کردیا، چنانچہ کرنال، پانی پت، بڈھا کھیڑا اور باگھوتی میں آج بھی آپ کے معتقدین کا ہجوم رہتا ہے، آپ بڑے ولی کامل تھے، ان کے کشف وکرامات کے متعدد واقعات کتابوں میں مذکور ہیں۔

صدق کی کرشمہ سازی: حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جب حصول علم کے لئے اپنے گاؤں جیلان (گیلان) سے بغداد کے لئے روانہ ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے زادراہ کے طور پر چالیس دینار آپ کی گدڑی میں سی دئے اور چلتے وقت اپنے لخت جگر کو نصیحت کی کہ بیٹا خواہ کیسی ہی مصیبت اور برے حالات تمہیں پیش آئیں، سچ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ بھٹکنا، کیوں کہ راست گوئی ہزار عبادتوں کی ایک عبادت ہے، سعادت مند فرزند نے عرض کیا کہ اے مادر مشفقہ میں صدق دل سے عہد کرتا ہوں کہ آپ کی نصیحت پر ہمیشہ عمل کروں گا۔ والدہ ماجدہ سے رخصت ہوکر حضرت رحمۃ اللہ علیہ بغداد جانے والے ایک قافلے میں شریک ہوگئے، کیوں کہ اس دور میں بیابانی راستوں میں تنہا سفر کرنا ممکن نہ تھا، اثنائے سفر میں ہمدان سے کچھ آگے قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر چھاپہ مارا اور اہل قافلہ کا سب مال واسباب لوٹ کر تقسیم کے لئے ایک جگہ جمع کردیا۔ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف چپ چاپ یہ دردناک منظر دیکھ رہے تھے کہ ایک ڈاکو آپ کی طرف بڑھا اور پوچھا کیوں میاں لڑکے تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں، ڈاکو کو آپ کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ آپ کی ہنسی اڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا، اتنے میں دوسرا قزاق آپ کی طرف آیا اور آپ سے وہی سوال کیا، آپ نے اسے بھی یہی جواب دیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں، آپ کی غریبانہ حالت کو دیکھتے ہوئے دوسرے ڈاکو نے بھی آپ کی بات ہنسی میں اڑادی، ہوتے ہوتے یہ بات بھی ڈاکوؤں میں پھیل گئی اور ان کے سردار احمد بدوی کے کانوں میں بھی جاپڑی، اس نے حکم دیا کہ اس لڑکے کو میرے سامنے لاؤ، ڈاکو حضرت کو کشاں کشاں اپنے سردار کے سامنے لے گئے، سردار نے آپ سے مخاطب ہوکر کہا: لڑکے سچ سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟ حضرت نے بلاخوف وتردد جواب دیا میں پہلے بھی تیرے دوساتھیوں کو بتاچکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔

سردار نے پوچھا کہاں ہیں؟ حضرت نے فرمایا میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں، سردار نے ایک ڈاکو کو حکم دیا کہ اس لڑکے کی تلاشی لو، چنانچہ اس نے آپ کی گدڑی اُدھیڑ کر دیکھی تو اس میں واقعی چالیس دینار نکل آئے، احمد بدوی اور اس کے قزاق ساتھی یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے، احمد بدوی نے استعجاب کے عالم میں حضرت سے پوچھا لڑکے تمہیں معلوم ہے کہ ہم قزاق ہیں اور مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں، پھر بھی تم نے ان دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کردیا، حالانکہ یہ رقم اس قدر محفوظ تھی کہ کسی کو اس کا وہم وگمان بھی نہیں گزر سکتا تھا، آخر کس چیز نے تمہیں سچ بولنے پر مجبور کیا؟ حضرت نے کہا میری والدہ نے گھر سے چلتے وقت مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا بھلا ان چالیس دیناروں کی وجہ سے میں اپنی والدہ کی نصیحت کیوں فراموش کردیتا اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرلیتا۔ حضرت کے الفاظ سن کر احمد بدوی بہت متاثر ہوا اور اس پر رقت طاری ہوگئی، ندامت کے آنسوؤں نے اس کے دل کی شقاوت اور سیاہی دھوڈالی اور اس نے آہ بھر کر کہا: ''اے بچے! تم پر خدا کی ہزار نعمت ہو کہ تم نے اپنی ماں کے عہد کا خیال رکھا، لیکن حیف ہے مجھ پر کہ میں نے اپنی ساری زندگی اپنے خالق کا عہد توڑتے گذاردی، اے بچے! تم نے مجھے ہدایت کی راہ دکھادی اب میں رہتی زندگی تک کسی کو تکلیف نہیں پہونچاؤں گا، یہ کہہ کر وہ حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور رہزنی کے پیشہ سے تائب ہوگیا، اس کے ساتھیوں نے یہ منظر دیکھا تو سب بیک زبان پکار اٹھے کہ اے سردار! ہم بھی برے پیشہ سے توبہ کرتے ہیں، تو رہزنی میں بھی ہمارا قائد تھا اور توبہ میں بھی ہمارا پیش رو ہے۔ چنانچہ انہوں نے لُوٹا ہوا تمام مال قافلے والوں کو واپس دے دیا، کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد احمد بدوی اور اس کے ساتھی سچے پکے مسلمان بن گئے اور اپنے زہد وتقویٰ عبادت وریاضت اور خدمت خلق وحق شناسی کی بدولت خاصان خدا میں شمار ہوئے۔ (اسلامی اخلاق حصہ ۳)

فرض شناسی کی ایک مثال: سلطان عماد الدین زنگی تاریخ اسلام کے ان نامور اشخاص میں ہیں جن کا نام قیامت تک روشن رہے گا اور جن کے کارنامے ہمیشہ دنیا سے خراج تحسین حاصل کرتے رہیں گے اور مسلمان تو ان کے احسان سے کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتے، جس زمانہ میں دنیائے اسلام پر صلیبی حملوں کا زور تھا اور یورپ کی مسیحی قوتیں مسلمانوں کو دنیا سے نیست ونابود کرنے پر تلی ہوئی تھیں، عباسی خلفا کمزور ہوچکے تھے، سلجوقیوں کا زوال ہوچکا تھا، ساری دنیائے اسلام میں کوئی نظر نہ آتا تھا جو مسلمانوں کے سر پر ہاتھ رکھے، انہیں صلیبی حملہ آوروں کے ظلم وستم سے بچائے اور مقامات مقدسہ کو ان کی دست وبرد سے محفوظ رکھے، لوگوں کی نگاہیں ''مردے از غیب'' کی منتظر تھیں، عین اس پریشانی اور اضطراب کے عالم میں اللہ تعالیٰ نے سلطان عماد الدین اور اُس کی اولاد کو توفیق بخشی کہ وہ دین کی بقا اور مسلمانوں کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے میدان میں آئے۔

بیس سال کی مجاہدانہ سرگرمیوں کے بعد ۵۴۱ھ میں سلطان کا انتقال ہوا، انتقال کے وقت اس کا لڑکا سیف الدین غازی پایۂ تخت موصل میں تھا اور دوسرا لڑکا نور الدین باپ کے ساتھ میدان جنگ میں تھا، مصلحت وقت کا لحاظ کرکے نور الدین نے فوراً باپ کے بجائے اپنی حکومت کا اعلان کردیا، دوسری طرف پایۂ تخت موصل میں وزیر زین الدین علی نے سیف الدین کی تخت نشینی کا اعلان کیا، دونوں کے اعلان فرماں روائی کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرح کا اختلاف پیدا ہوگیا، سیف الدین موصل میں مقیم تھا اور نور الدین نے حلب کو اپنا مرکز بنالیا تھا، سلطان عماد الدین کی وفات کی وجہ سے صلیبی حملہ آوروں کی ہمتیں بلند ہوگئی تھیں، ایک مشہور عیسائی امیر جوسلن سب سے پیش پیش تھا، رہا کا شہر جسے سلطان عماد الدین زنگی نے بڑی جانفشانی سے فتح کیا تھا جوسلن چاہتا تھا کہ اس پر پھر قبضہ کرلے، لیکن سلطان نور الدین آگے بڑھا اور اس نے جوسلن کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کیا اور رہا پر قبضہ کرلیا، اس کے کارنامہ سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی بڑے بھائی سیف الدین غازی کو بھی مسرت ہوئی، وہ شام آیا اور نور الدین کو ملاقات کے لئے بلا بھیجا، نور الدین کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو علیحدہ اعلانِ فرماں روائی پر وہ ناراض ہو اور کوئی سخت کارروائی کرے اس لئے اسے جانے میں تامل ہوا، لیکن جب سیف الدین غازی نے بہت اصرار کیا تو حاضر خدمت ہوا، سیف الدین نے اس کارنامہ پر مبارک باد دی اور گلے لگالیا اور اپنی جانب سے پورا اطمینان دلایا اور محبت وحسن سلوک کا یقین دلاکر حلب واپس جانے کی اجازت دی، رخصت کرتے وقت اس نے نور الدین سے جو الفاظ کہے اس میں مسلمان امیروں اور فرماں رواؤں کے لئے قیامت تک کے لئے بہترین ہدایت ہے، اگر مسلمان امراء اور حکام اس زریں مثال کو اپنے سامنے رکھتے تو امتِ اسلامیہ کو کبھی زوال کا مُنہ دیکھنا نصیب نہ ہوتا، سیف الدین غازی نے کہا: ''نور الدین! تمہیں بُلانے اور تم سے ملنے کی صرف یہ غرض تھی کہ دُشمنوں اور فرنگی حکمرانوں کو یہ علم ہوجائے کہ ہم دونوں کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے، بلکہ ہم ایک جان دو قلب ہیں، اگر کوئی ہم میں سے کسی ایک کے ساتھ کسی بُرائی کا ارادہ کرے گا تو وہ ہمیں اکیلا نہیں پائے گا، بلکہ ہم دونوں ایک دوسرے کی پوری مدد کرینگے اور آپس میں ایک دل ہوکر متفقہ قوت کے ساتھ اس کا مقابلہ کریں گے''۔

مذکورۂ بالا الفاظ کو پھر ایک بار پڑھئے، دیکھئے ان کے اندر فرض شناسی کا کیسا گہرا جذبہ کارفرما ہے اور کس طرح دُشمنوں کے مقابلہ میں اتحاد واتفاق کا ولولہ نظر آتا ہے، یہی وہ اعلیٰ جذبات تھے جنہوں نے ایک زمانہ میں مسلمانوں کو سارے عالم میں سربلند کر رکھا تھا اور انہیں کو چھوڑ کر وہ قعرِ مذلت میں گرنے اور ذلت وخواری سے دوچار ہوئے۔ (تعمیر لکھنؤ)

ایک امانت دار نوجوان: مکہ مکرمہ میں ایک نوجوان عالم رہتا تھا، ایک دفعہ اس کو ایک تھیلی ملی اور اس میں ایک قیمتی ہار ہیرے جواہرات تھے، تو اس کے دل میں خیال آیا، بھائی اتنا قیمتی ہار ملا اگر مالک بھی آئے تو اُسے دینا نہیں، لیکن ایمان بھی ہے، ایمان کہتا ہے نہیں کتنا ہی نقصان ہوجائے، لیکن ایمان اس سے زیادہ قیمتی ہے، ایمان کو برباد نہیں کرنا، میں اپنے ایمان کو برباد نہیں کروں گا، مالک اگر ملا تو میں اس کو دیدوں گا، چنانچہ اتفاق سے وہ مالک بھی مل گیا، اب پھر اندر کشمکش شروع ہوئی، نفس کہتا ہے بھائی نہیں دینا، اتنا قیمتی ہار تو لاکھوں کی قیمت کا ہے، ایمان کہتا ہے کہ نہیں بھائی ایمان اس سے زیادہ قیمتی ہے، یہ دینا ہے، ایمان غالب آیا اور وہ ہار اس کے حوالہ کردیا، بڑا خوش ہوا اور اس نے پانچ سو اشرفیاں نکال کر اس کو دیدیں، بھائی یہ تم لو میرا بہت دل خوش ہوا، اس نے کہا اللہ کے بندے اگر مجھے رکھنا ہوتا میں ہار نہیں رکھتا، تیری اشرفیوں کی وجہ سے میں نے یہ تیرے ساتھ سلوک تھوڑا ہی کیا ہے، یہ تو میں نے اللہ کو راضی کرنے کے لئے کیا ہے، اللہ کو خوش کرنے کے لئے کیا ہے، مجھے اس کا اجر اللہ تعالیٰ سے لینا ہے، تجھ سے نہیں لینا، اس نے کہا میں اس کی اجرت نہیں دے رہا ہوں، مجھے خوشی ہوئی میرا دل خوش ہوا، میں تو خوشی کی وجہ سے تجھے دے رہا ہوں اور میں نے نیت کی تھی کہ اگر ہار ملے گا تو پانچ سو اشرفیاں اس کو انعام میں دوں گا، اس نے کہا بھائی میں تو اس کو رکھوں گا نہیں، میں نے جو کچھ کیا وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کیا، آخر اس تاجر نے سمجھایا کہ یہ پانچ سو اشرفیاں لے لے، لیکن اس نے نہیں لیں اور وہ اتنا خوش کہ ایسے بھی بندے دنیا میں موجود ہیں کہ محض اللہ کو راضی کرنے کے لئے اتنی بڑی قیمتی چیز اور تنا قیمتی سامان مجھے واپس کردیا اور وہ اپنی بستی میں جاکر کہتا تھا کہ اگر وہ شخص مجھے یہاں مل جاتا تو اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کردیتا، اس کو اپنی جائیداد کا مالک بنادیتا، ایسا بہترین انسان تھا۔

اب اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو اس کو سفر پیش آیا، یہ سفر میں چلا کشتی میں سوار ہوا، طوفان آیا راستہ میں کشتی کے کئی ٹکڑے ہوئے اور ایک تختہ پر یہ بہتا ہوا چلا، میلوں گزر گئے بہتے بہتے، سینکڑوں میل پہنچا وہاں ایک جزیرہ تھا، وہ لوگ دریا کے کنارے آئے ہوئے تھے، انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص تختہ پر بہتا ہوا جارہا ہے، انہوں نے اس کو اٹھایا اور اپنی بستی میں لے گئے، وہ تمام تاجروں کی بستی اور بہت اچھے خوش حال لوگ وہاں، ان کو دیکھا ان کے علم وفضل کو دیکھا، سب نے ان کو اپنا پیشوا بنالیا، اپنا امام بنالیا، اپنے بچے پڑھنے کیلئے ان کے حوالے کردیئے، ان کی تنخواہ مقرر کردی، ان کے فضل وکمال کو دیکھ کر، بھائی قسمت ایسی کہاں تھی کہ ایسا صاحب علم وفضل کا آدمی ہماری بستی میں آجائے، بھائیو! ایسا نہ ہو کہ یہ کسی طرح چلا جائے، اس کا انتظام کرنا چاہئے، بھائی انتظام کیا کریں، مشورہ کیا انتظام یہ ہے کہ ان کی شادی کردی جائے، شادی ہوجائے گی، تو پھر جانے کا نام نہیں لے گا، ورنہ تو ایسا اچھا آدمی چلا جائے تو ساری بستی کا نقصان ہے، شادی کے لئے رشتہ تلاش کیا، بھائی کوئی اچھی لڑکی تلاش کرو، وہاں ابھی ابھی ایک تاجر کا انتقال ہوا ہے اور اس کی ایک لڑکی بڑی حسین اور خوبصورت ان کی بڑی تجارت اور بڑی جائیداد ہے اور اُسے رشتہ کی ضرورت ہے اور لڑکا عالم فاضل اس کے لئے اس سے بہتر رشتہ نہیں ملے گا، لڑکی سے بات کی، لڑکی تیار ہوگئی اور نکاح ہوگیا، جب یہ عالم فاضل لڑکا رات کو بیوی سے ملاقات کیلئے گیا، لڑکی حسن وجمال میں یکتا، اس نے دیکھا اس کے گلے میں جو ہار پڑا ہوا ہے، یہ وہی ہار تھا جو مکہ مکرمہ میں اس کو ملا تھا، وہ ہار اس نے ایمان کے تقاضے کی بناء پر اس کے مالک کے حوالہ کردیا تھا اور اس کے مالک نے لاکھ چاہا تھا کہ یہ انعام کے طور پر پانچ سو اشرفیاں لیلے، لیکن اس نے لینے سے انکار کردیا تھا، یہ وہی ہار ہے جو اس لڑکی کے گلے میں تھا اور معلوم ہوا کہ یہ اسی تاجر کی لڑکی ہے تو امانت کی وجہ سے اور ایمان کے تقاضہ پر عمل کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا نوازا، اس نے تو ہار کی قربانی دی، لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ہم تجھ کو ہار بھی دیں گے اور ہار والی بھی دیں گے اور ہار والی کے اخراجات کا انتظام بھی کرکے دیں گے، چنانچہ اس تاجر کی پوری تجارت، اس کی زمین، اس کی جائیداد، اس کی کوٹھی اس کے حوالہ ہوئی اور اس کو ان ساری چیزوں کا مالک بنادیا۔ تو بھائی ہم امانت کے تقاضوں پر عمل کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع تھوڑے ہی کریں گے، لیکن امانت کا مفہوم ہمارے اندر سے نکل گیا، آج تو یہ ہے کہ کسی کا کچھ ملے تو ہڑپ کرجاؤ، دیکھو کبھی ایسے واقعات بھی ہوا کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارا معاشرہ

مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ نوع انسانی کے لئے قابل اتباع و پیروی ہے، تاریخ نے یہ بات جلی حروف میں لکھی ہے کہ جنہوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات واحکام، تعلیمات وہدایات، سنن و احکامات کو اختیار کیا ہے وہ سرخ رو اور کامیاب وکامران رہے ہیں، انہوں نے دیگر تمام اقوام کو عدل بین الناس کا درس دیا، اصول جہانبانی سکھائے، امانت وصداقت کا سبق پڑھایا ہے برعکس اس کے جن افراد نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ عمل اور آئیڈیل نہیں بنایا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واعمال اور اطوار وکردار سے انحراف کیا وہ ناکام ونامراد رہے، یہ اصول مسلم ہے اور عالم انسانیت نے ان تمام حقائق کا مشاہدہ کیا ہے، تاریخ نے دونوں طبقوں یعنی متبعین رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عدم متبعین رسول کی سرگزشت کو صفحہ قرطاس پر ثبت کیا ہے، اس لیے آج بھی اگر ہم سرخ رو اور کامیاب وفتحیاب ہونا چاہتے ہیں تو یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ ہمیں اپنی زندگیوں اور تمام شعبۂ حیات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت واخلاق اور کردار وعمل کی اطاعت کرنی ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشادات واحکام امت کے لیے بتائے اور جن خطوط پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی ان کا تعلق ورشتہ کسی خاص کمیونٹی، علاقہ، زمان ومکان سے نہیں ہے؛ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ احکامات اور ہدایات میں آفاقیت اور عالمگیریت پائی جاتی ہے اور دوام واستمرار ہے، اس لیے آج اگر کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کامل واکمل نہیں ہیں؛ بلکہ ایک خاص کمیونٹی اور وقت کے ساتھ خاص تھیں، جس طرح کہ سابقہ انبیاء کرام کی تعلیمات اور ان کی نبوت ورسالت مخصوص قوم اور محدود زمانہ تک تھی۔

اس طرح کی باتیں آج ہمارے سماج میں روشن خیالی اور لبرل ازم کے نام پر کی جارہی ہیں، تو وہیں متعصبین اور معاندین بالفاظ دیگر مستشرقین نے بھی اس طرح کی باتیں کی ہیں، ان تفصیلات کو یہاں پیش کرنے کا موقع نہیں ہے بس اتنا عرض کیا جاسکتا ہے اس طرح کے لوگوں سے کہ انہوں نے سیرتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ تعصب وتنگ نظری کی عینک لگا کر کیا ہے، کوئی بھی فرد اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ تعصب کا چشمہ ہٹا کر کرے گا تو وہ اس طرح کی باتیں نہیں کرے گا۔

اگر ہم اپنے سماج کے نوجوانوں اور بچوں کی بات کریں تو اندازہ ہوگا کہ نوجوانوں کا ایک بڑا طبقہ سیرت النبی کے مفہوم سے نہ صرف ناواقف ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے وابستہ موٹی موٹی باتیں بھی پتہ نہیں ہے، المیہ یہ بھی کہ آج کا سماج جس تیزی سے عریانیت، فحاشی اور الحادولادینیت کی طرف بڑھ رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا رشتہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتا جارہا ہے، سماج میں آئے دن ایسے مناظر اور غیر شرعی چیزیں دیکھنے کو مل رہی ہیں جو معاشرے کی تعمیر وترقی اور فلاح وبہبود میں پوری طرح رکاوٹ ہیں ان کے اپنانے سے معاشی، اقتصادی نقصان بھی ہورہا ہے اس کے باوجود ہم انہیں اختیار کررہے ہیں، شادی بیاہ میں فضول خرچی جیسے جرائم کا ارتکاب تو دانستہ طور پر کیا جارہا ہے، یہی نہیں بلکہ افسوس اس وقت ہوتا ہے جب کوئی یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص نے اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی میں اتنا خرچ کردیا، یعنی گناہ کے کام کو فخریہ بیان کیا جاتا ہے، اسی طرح اور بھی بہت سارے مسائل ہیں جن میں ہمارا کردار ورویہ اور فعل وعمل سنت رسول سے پوری طرح ہٹا ہوا ہے، ان تمام سماجی اور معاشرتی مسائل کا تجزیہ کیا جائے جن میں ہم شریعت و سنت سے انحراف کرکے اپنی انا اور برتری ثابت کرنے کے لئے ایسے اعمال کررہے ہیں جن کے اختیار کرنے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے تو ہم بہت خطرناک کام کررہے ہیں، ہمارے معاشرے کو اس سے باز آنا ہوگا، معاشرے میں جہاں سنت رسول اور تعلیمات رسول سے کھلم کھلا روگردانی کی جارہی ہے وہیں ہم یہ بھی جرم کررہے ہیں کہ سیرتِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے تابناک اور روشن گوشوں کا مطالعہ کرنے کا رجحان بھی کم ہورہا ہے، اسکولوں، کالجوں اور جامعات کو چاہیے کہ وہ سیرت رسول کے مطالعہ کا نظم ونسق کریں تاکہ ہمارے معاشرے میں امن وامان اور اتحاد و یگانگت کی فضاء ہموار ہوسکے۔

معاشرتی سطح پر ہمارے اصحابِ علم ودانش کو اس پر بھی سوچنے، سمجھنے اور تدبر وتفکر کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارا تعامل تیزی سے تکثیری سماج کے ساتھ بڑھ رہا ہے، جدید حالات پیدا ہورہے ہیں، نئے نئے انکشافات بھی سامنے آرہے ہیں، چیزیں بہت تیزی سے بدل رہی ہیں، تو ایسے وقت میں یعنی بدلتے حالات میں ہم معاشرے کی رہنمائی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھ کر اس طرح کریں تاکہ معاشرے میں دھرم و دین اور عقیدہ وایمان کی بنیاد پر کوئی بھی بدامنی پیدا نہ ہوسکے، اسی طرح کوئی بھی سرپھرا حاملین اسلام کی بابت یہ نہ کہہ سکے کہ اسلام تشدد وتنگ نظری کا مذہب ہے۔

ہمارا معاشرہ یقینی طور پر ایسی تعلیمات اور ہدایات کا متمنی اور خواہش مند ہے جو تعلیمات وہدایات رواداری، ہم آہنگی اور پرامن بقائے باہم کی ضامن ہوں، اس تناظر میں جب ہم سیرتِ طیبہ کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جملہ تعلیمات انسانیت کی فلاح وبہبود کی ضامن ہیں، تو وہیں سیرتِ رسول میں تکثیری سماج میں مل جل کر زندگی گزارنے کا مکمل طور پر حل موجود ہے، گویا سیرت رسول نوع انسانی کو جہاں ہمہ جہت، کاملیت، انقلابیت کی مجموعی تعلیم وتربیت کے اصول وضوابط ملتے ہیں تو وہیں یہ کہا جاسکتا ہے کہ عہد حاضر کا سماج عصری تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے زندگی کیسے گزارے اس بابت بھی مکمل رہنمائی موجود ہے، معاشرے میں امن وامان اور خیر وخوبی کا نفاذ کرنے کے لیے بھی ہمیں سیرتِ طیبہ سے انسیت ولگاؤ پیدا کرنا ہوگا، آج مسلم کمیونٹی میں جس طرح سے بدامنی یا غیر سنجیدہ باتوں میں ملوث ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم کہیں نہ کہیں ان امور وہدایات کو پس پشت ڈالے ہوئے ہیں جن کی اتباع واطاعت کرنے کی سختی سے تاکید کی گئی ہے۔

محبت رسول کا بنیادی تقاضہ یہ ہے کہ ہم آپ کی زندگی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالیں، زندگی کے ہر موڑ پر ہمارا رویہ اپنی خواہشات کی اتباع ہرگز نہیں ہونا چاہیے؛ بلکہ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس معاملے میں پیارے حبیب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ کیا ہے، آج ہمارے معاشرے میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق رسول کے نام پر ایسے بہت سے کام انجام دیئے جارہے ہیں جن کا ثبوت اسلامی تاریخ میں کہیں نہیں ملتا ہے، اس کے باوجود لوگ ان تمام غیر مستند طریقوں کو محبت رسول سے جوڑ رہے ہیں، اس لیے اگر ہم واقعی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی پکی محبت کرتے ہیں تو چاہیے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو اپنے لیے نمونہ عمل بنائیں، محبت کا اظہار کرنے کے لیے جلوس نکالنا، ریلیاں کرنا راستوں اور سڑکوں پر جام لگانا ضروری نہیں ہے، سب سے سچا عاشق رسول وہ کہلائے گا جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر عمل کرنے کو اپنی فلاح ونجاح کا ذریعہ تصور کرتا ہو۔

مدارس اور اقلیتی ادارے، آرٹیکل 30 / کے زمرے میں آتے ہیں

(مولانا ڈاکٹر) ابوالکلام قاسمی شمسی

ہمارا ملک بھارت جمہوری ملک ہے، اس میں آئین کی حکومت ہے، یہ ملک آئین کے تحت چلتا ہے، ملک کا ہر شہری اس کا پابند ہے، یہانتک کہ ملک کی حکومت پر بھی لازم ہے کہ وہ اس کے مطابق کام کرے، اس کے خلاف کرنے کا اختیار نہیں ہے، ہمارے ملک بھارت کا آئین کئی حصوں پر مشتمل ہے، اس کے حصہ 3 / میں بنیادی حقوق کا ذکر ہے، اس بنیادی حقوقِ میں حکومت کو بھی دخل اندازی کا اختیار نہیں ہے، بنیادی حقوق کے آرٹیکل 13 /2 میں درج ہے، آرٹیکل 13 /2: مملکت کوئی ایسا قانون نہ بنائے گی جو اس حصہ سے عطا کئے ہوئے حقوق کو چھین لے، یا اس میں کمی کردے اور کوئی قانون جو اس فقرہ کی خلاف ورزی میں بنایا جائے، خلاف ورزی کی حد تک باطل ہوگا، بنیادی حقوق میں درج آرٹیکل 13 /2 کے مطابق حکومت کو بنیادی حقوقِ میں دخل دینے کا اختیار نہیں ہے، اس کے بعد مختلف بنیادی حقوقِ کا ذکر ہے، اسی بنیادی حقوقِ میں ”تعلیمی اور ثقافتی حقوق“ کا ذکر ہے، اس کے آرٹیکل 29 / اور آرٹیکل 30 کی عبارت پیش ہے، آرٹیکل 29(1) بھارت کے علاقہ میں یا اس کے حصہ میں رہنے والے شہریوں کے کسی طبقہ کو، جس کی اپنی جداگانہ زبان، رسم الخط یا ثقافت ہو، اس کو محفوظ رکھنے کا حق ہوگا۔ (2) کسی شہری کو ایسے تعلیمی ادارہ میں جس کو مملکت چلاتی ہو یا جس کو مملکتی فنڈ سے امداد ملتی ہو، داخلہ دینے سے محض مذہب، نسل، ذات، زبان یا ان میں سے کسی کی بنا پر انکار نہیں کیا جائے گا، آرٹیکل 30(1) تمام اقلیتوں کو خواہ وہ مذہب کی بنا پر ہوں یا زبان کی، اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا۔ (2) مملکت تعلیمی اداروں کو امداد عطا کرنے میں کسی تعلیمی ادارے کے خلاف امتیاز نہ برتے گی کہ وہ کس اقلیت کے زیر انتظام ہے، خواہ اقلیت مذہب کی بنا پر ہو یا زبان کی بھارت کے آئین کے آرٹیکل 30 / سے یہ واضح ہے کہ اقلیتوں کو اپنی پسند کے ادارے قائم کرنے کا بھی حق ہے اور ان کو چلانے کا بھی حق ہے، اس کے لئے کسی اتھارٹی سے منظوری کی ضروری اور لازمی نہیں ہے، اس سے یہ بھی واضح ہے کہ سرکاری مراعات حاصل کرنے سے اس کا اقلیتی کردار بھی متاثر نہیں ہوتا ہے، یہی وجہ سے مدارس ملحقہ کے کئی کیس میں ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے مدارس کو اقلیتی ادارہ تسلیم کیا ہے۔

ملک کے آئین کے آرٹیکل 30 / میں اقلیتوں کو اپنے ادارے قائم کرنے اور ان کو چلانے کا حق دیا گیا ہے، مدارس اقلیتوں کے ذریعہ قائم کردہ ادارے ہیں، یہی وجہ ہے کہ رائٹ ٹو ایجوکیشن ایکٹ کے انداز سے یہ پتہ چل رہا تھا کہ مدارس بھی اس ایکٹ میں شامل کرلئے جائیں گے، تو ملی تنظیموں نے اس کے خلاف آواز بلند کی، تو مرکزی حکومت نے ایکٹ میں ترمیم کرکے اس کو واضح کیا کہ مدارس اور مذہبی ادارے اس میں شامل نہیں ہیں، اس طرح رائٹ ٹو ایجوکیشن ایکٹ سے مدارس مستثنیٰ قرار دیئے گئے، اور مدارسِ اس ایکٹ سے مستثنیٰ ہیں، نئی تعلیمی پالیسی رائٹ ٹو ایجوکیشن ایکٹ کا حصہ ہے، اس لئے اس میں بھی مدارس کا ذکر نہیں ہے، نیز مدارس ملحقہ کے لئے حکومت کی جانب سے جاری کئے گئے ایکٹ میں بھی کسی دوسرے ادارے سے منظوری کی بات نہیں ہے، جیسے یوپی مدارسِ ایکٹ 2004 اور بہار مدرسہ ایکٹ 1981 میں بھی کسی دوسرے اتھارٹی سے منظوری کی بات درج نہیں ہے، مذکورہ بالا حقائق سے واضح ہے کہ مدارس مسلم اقلیت کے ذریعہ قائم کردہ ادارے ہیں، اس لئے یہ آئین کے بنیادی حقوق کے آرٹیکل 30 / کے زمرہ میں آتے ہیں، اس لئے حکومت کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ بنیادی حقوقِ میں درج حقوق کے خلاف کوئی قانون بنائے۔

ملک کے بعض اسٹیٹ میں چائلڈ ویلفیر کو بہانہ بنا کر حکومت کی جانب سے مدارس کے نظام میں دخل اندازی کی بات سامنے آرہی ہے، موجودہ وقت میں یوپی میں آزاد مدارس جو حکومت سے کوئی مراعات نہیں لے رہے ہیں، ان کو بھی غیر منظور شدہ کہہ کر نشانہ بنایا جارہا ہے، (بقیہ ص:۱۲/ پر)

Scanned with CamScanner

اتحاد کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے

ڈاکٹر منظور عالم

اسلام ایک جامع دین ہے جو انسانیت کے ہر پہلو کو محیط ہے۔ یہ نہ صرف فرد کی نجی زندگی کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے بلکہ اجتماعی زندگی کے لیے بھی جامع اصول اور ضوابط وضع کرتا ہے اور ہر شعبہ زندگی میں انسانیت کی فلاح و بہبود اور ترقی کے اصول طے کرتا ہے۔ ترقی، کامیابی اور سربلندی کیلئے اتحاد ضروری ہے، مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کی اہمیت اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے، اور یہ مسلمانوں کی کامیابی اور سربلندی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آپس میں متحد رہنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد فرمایا: **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لاتفرقو** (اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں فرقہ بندی نہ کرو۔) اس آیت میں واضح طور پر مسلمانوں کو آپس میں اختلافات سے بچنے اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن آپس میں ایک عمارت کی طرح ہیں جس کے مختلف حصے ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں۔ جب مسلمان متحد ہوتے ہیں تو ان کی اجتماعی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ مشکلات کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور ان کی بات دنیا میں وزن رکھتی ہے۔ اتحاد و اتفاق کے نتیجے میں معاشرے میں امن و استحکام پیدا ہوتا ہے۔ فرقہ واریت اور انتشار کی وجہ سے ہونے والے نقصانات سے بچا جا سکتا ہے۔ اسلام کا پیغام پوری دنیا تک پہنچانا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ جب مسلمان متحد ہوں گے تو وہ اس ذمہ داری کو بہتر طریقے سے ادا کرسکیں گے۔ اتحاد و اتفاق کے باعث مسلمان معاشی طور پر بھی مستحکم ہو سکتے ہیں۔ باہمی تعاون اور مشترکہ منصوبوں کے ذریعے وہ اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

مسلمانوں میں انتشار اور فرقہ واریت کے باعث نہ صرف ان کی اجتماعی قوت کمزور ہو جاتی ہے بلکہ اس کا فائدہ ان کے دشمن اٹھاتے ہیں۔ فرقہ واریت کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان لڑائی جھگڑے، نفرت اور بغض و حسد پیدا ہوتا ہے جو کہ امت مسلمہ کے لیے تباہ کن ثابت ہوتا ہے۔ آج کے دور میں جہاں اسلام اور مسلمانوں کو مختلف چیلنجز کا سامنا ہے، اتحاد کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ہمیں اپنے اختلافات کو بھلا کر مشترکہ مقاصد کے لیے مل جل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ مسلمانوں کو آپس میں متحد رہنا چاہیے تاکہ وہ دنیا میں سربلند ہوسکیں اور آخرت میں کامیاب ہوسکیں۔ فرقہ واریت اور اختلافات کو دور کر کے ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا چاہیے تاکہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہوسکیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی اور نرم دلی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے، جب اس جسم کا کوئی حصہ بھی تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے اور اس کی ساری رات بیداری اور بخار میں گزرتی ہے'' (صحیح بخاری: 6011)۔ حضرت ابوموسیٰ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً مومن آپس میں مضبوط بنیاد کی طرح ہیں، وہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر مضبوط ہوتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا'' (صحیح بخاری: 481)۔ مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے میں ایک بنیاد کی طرح ہیں، یعنی مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح جڑ کر رہنا چاہیے جس طرح ایک بنیاد اور دیوار کی اینٹیں ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان، دوسرے مسلمان سے مل کر ہی سیسہ پلائی دیوار بنتا ہے۔ نیکی اور خیر کے کاموں میں باہمی اتحاد اور باہمی اشتراک ایک اہم دینی، اخلاقی اور انسانی فریضہ ہے۔ اگر ایک مومن دوسرے مومن کو اپنی قوت نہ سمجھے اور اسے ضائع ہونے کیلئے چھوڑ دے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود اپنی کمزوری کا سامان کر رہا ہے۔

انسانی اعضاء کی ایک جسم کیلئے اہمیت وافادیت آشکار ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی اپنا کام صحیح طریقہ سے نہ کر پائے تو انسانی وجود بمعہ معاشرتی زندگی کس قدر مجبور اور بے بس ہو جاتا ہے۔ اگر چہ انسانی وجود کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہر عضو کا اپنا الگ الگ کام ہے پھر بھی ان میں کامل ہم آہنگی اور اتحاد پایا جاتا ہے۔ اگر وجود کا یہ باہمی اتحاد نہ ہوتا تو انسانی زندگی کا تصور محال تھا، مثلاً دانت میں درد ہو تو درد کیلئے پاؤں چل کر جاتے ہیں، آنکھیں آنسو بہاتی ہے، زبان اسے بیان کرتی ہے، دل و دماغ اسے محسوس کرتے ہیں، ہاتھ دوا پلانے میں مددگار ہوتے ہیں۔ اگر ان اعضاء میں یہ مقابلہ آرائی شروع ہو جائے کہ کون قیمتی، کون اعلیٰ و افضل، اس کو تکلیف ہے مجھے نہیں، تو واضح بات ہے کہ پورے جسم میں خرابی اور بے چینی پیدا ہو جائے گا۔ ایمان ایک قلبی محبت کی طاقت کا نام ہے، اگر انسان کے دل میں ایمان ہے تو وہ لازماً دوسرے کی طرف روحانی لگاؤ رکھتا ہے۔ نبی کریم کی واضح تعلیمات میں سے یہ ہے کہ بھائی بھائی بن کر رہو۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچاو، ایک دوسرے سے بغض و کینہ نہ رکھا کرو، آپس میں بے تعلق اور منہ پھیر کر نہ رہو، سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہو بھائی بھائی بن کر رہو اور مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا، نہ اسے ذلیل و حقیر سمجھتا ہے، نہ اسے بے سہارا چھوڑتا ہے۔ دیکھو! تقویٰ کی جگہ یہ ہے، آپ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے تین بار یہ بات فرمائی۔ پھر فرمایا: ''آدمی کے برا ہونے کیلئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اتحاد و اتفاق کو فروغ دینے، اختلاف اور انتشار کو ختم کرنے کیلئے ان چار نکات پر عمل کرنا اور اسے نافذ کرنا بھی ضروری ہے جن میں پہلے نمبر پر یہ بات شامل ہے کہ آپسی معاملات میں اگر کوئی شکایت ہے، کسی سے کوئی تکلیف ہے تو ہم فوراً ایکشن نہ لیں، بلکہ سوچیں، سمجھیں، غور کریں معاملات کی تہ تک جائیں، دوسرا طریقہ کار معافی اور عفو و درگزر کا ہے، اگر کسی سے کوئی شکایت ہے، کسی سے اختلاف ہو گیا ہے تو اس کو طول دینے کے بجائے معاف کر دینا چاہیے، عفو و درگزر کا راستہ اختیار کرنا چاہیے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیا ہے اور یہی سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تیسرا نکتہ یہ ہے کہ مستقبل پر نگاہ رہنی چاہیے، حال کے تنازع کو ختم کر کے فوراً مستقبل کے بارے میں سوچنا چاہیے، رشتہ کو خوشگوار کر لینا چاہیے، آپسی چپقلش کو ماضی میں چھوڑ کر بہتر مستقبل کی تعمیر کیلئے جدوجہد شروع کر دینی چاہیے۔ چوتھا نکتہ منصوبہ بندی کا ہے۔ ہمیں مستقبل کی تعمیر کیلئے، قوم کی ترقی اور بھلائی کیلئے مستقبل کے بارے میں سوچنا چاہیے، غور و فکر کرنا چاہیے۔ یہ چاروں نکات اتحاد و اتفاق کے فروغ اور اختلاف و انتشار کے خاتمہ میں اہم کردار ثابت ہوں گے۔ بہر حال موجودہ حالات اور عصر حاضر میں جس طرح دنیا بھر کے مسلمانوں کو مختلف چیلنجز اور مسائل کا سامنا ہے اس کے پیش نظر دنیا بھر کے مسلمانوں کو آپسی معاملات باہمی اتحاد و یگانگت سے حل کرنے چاہیے اور دشمن کا مقابلہ بھی امت کے اتحاد سے ہی کیا جا سکتا ہے۔

غصہ مت ہوئیے

حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی امیر شریعت سابعؒ

غصہ کسے نہیں آتا؟ گھر میں خلاف مزاج کوئی بات ہو جائے یا گھر سے باہر، آدمی کے ذہن پر چوٹ پڑتی ہے اور اگر وہ بات کوئی اہم ہوئی تو کچھ معاملہ کی نزاکت اور کچھ طبیعت کا اثر مل کر رنگ لاتی ہیں بھنویں تن جاتی ہیں، چہرہ تمتما اٹھتا ہے اور آدمی بپھر جاتا ہے۔ ہر شخص میں تھوڑا یا بہت زیادہ یا کم مگر یہ مرض ضرور رہتا ہے اور عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ایسی حالت میں لوگ اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ پاتے اور بہت سی وہ باتیں جو صرف خاموشی کی وجہ سے ختم ہو سکتی تھیں، غصہ کے گرما گرم جملوں کی وجہ سے بہت سنگین بن گئیں۔ غصہ کا ہونا کوئی حیرت کی چیز نہیں ہے، نہ ہونا یقیناً حیرت انگیز ہے، انسان جن چیزوں سے مل ملا کر بنا ہے اس میں ایک آگ بھی ہے اور آگ کے ہونے کا لازمی اثر غصہ ہے، اس لیے یہ تو آئے گا ہی، اصل چیز یہ ہے کہ اس کے آنے کے بعد آدمی اپنے آپ کو قابو میں رکھے اور ایسی کوئی بات نہ کرے جس سے بعد میں اسے پچھتانا پڑے اور معاملہ اور بھی نازک ہو جائے۔ غصہ پر قابو پانے کے لیے سب سے اہم چیز اپنے مزاج اور طبیعت پر کنٹرول کرنا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''پہلوان وہ نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑ دے، پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے'' (مسلم شریف) جسمانی قوت کے ذریعہ دوسروں کو شکست دینا آسان ہے لیکن خلاف مزاج معاملوں میں مزاج پر قابو رکھنا، اپنی عقل کو کام میں لانا اور اپنے نفس کو دبانا بڑا مشکل کام ہے، دوسروں پر حکومت کرنا آسان ہے مگر اپنے پر اپنے مزاج کے خلاف حکومت کرنا بڑے مشق اور مضبوط ارادہ کا کام ہے۔ غصہ کو روکنا بھی اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنے سے کم نہیں ہے، اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو اصل پہلوان کہا ہے جو غصہ کو پی جاتا ہے، یہ پہلوانی بڑی مشکل ہے اور جس مسلمان میں یہ قوت پیدا ہو جائے، قرآن کریم نے اسے اچھے مسلمان کی صف میں رکھا ہے۔ **واذا ما غضبوا ھم یغفرون** (جب انہیں غصہ آتا ہے تو معاف کر دیا کرتے ہیں)

غصہ کیا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں ''یہ انسان کے دل کی چنگاری ہے، تم نہیں دیکھتے کہ اس کی وجہ سے آنکھیں سرخ اور رگیں پھول جایا کرتی ہیں۔'' اس چنگاری سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار تلقین فرمائی ہے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نصیحت کرنے کی فرمائش کی، آپ نے ارشاد فرمایا ''غصہ مت کیا کرو''، صحابی کو یہ بات بہت ہلکی معلوم ہوئی، انہوں نے کسی بھاری بھرکم نصیحت کی خواہش میں دوبارہ نصیحت کرنے کی درخواست پیش کی، حضور نے پھر فرمایا ''غصہ مت کیا کرو'' تیسری بار پھر صحابی نے سوال دہرایا مگر جواب وہی ملا، صحابی خاموش ہو گئے، سوچا اور بعد میں لوگوں سے بیان کیا کہ گرچہ بظاہر یہ نصیحت بہت ہلکی پھلکی ہے لیکن حقیقت میں بڑی اہم ہے، بہت ساری خرابیوں اور برائیوں کی ابتدا غصہ ہی سے ہوتی ہے۔

غصہ کو دور کرنے کا علاج بتاتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کی اصل بھی بتائی اور بڑے حکیمانہ انداز میں ارشاد فرمایا کہ غصہ شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے بنا ہے، پانی کے ذریعے آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے، اس لیے جسے غصہ آئے وضو کر لینا چاہئے۔ (بحوالہ ابوداؤد شریف) حدیث کے ابتدائی حصہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ غصہ کے آنے میں شیطان کا بھی عمل دخل ہوتا ہے، قرآن مجید میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے، ارشاد ہوا ''**و اما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ باللہ**'' اور اگر شیطان کی چھیڑ تمہیں اُبھار دے تو تم خدا تعالیٰ کی پناہ لو۔ خدا تعالیٰ کی پناہ لو کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** پڑھ لیا جائے، اس سے شیطان اور دور بھاگتا ہے اور جب بھاگے گا تو غصہ بھی آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گا، قرآن مجید کی اس آیت کی یہ تشریح ہمیں بخاری و مسلم شریف کی ایک حدیث میں ملتی ہے، دو صحابی میں کسی بات پر تلخ کلامی ہو گئی، دونوں کا چہرہ سرخ ہو گیا، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پڑی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر اس کو پڑھے تو غصہ ختم ہو جائے گا، وہ کلمہ ہے ''**اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم**''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کو ختم کرنے کی دو ترکیبیں اور بھی بیان فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ غصہ آئے تو آدمی وضو کر لے، غصہ جاتا رہے گا، وضو کی وجہ سے گرم انسان ٹھنڈے پانی سے ملاقات کرتا ہے اور اس کی فطری آگ پانی کے ذریعہ بجھتی ہے۔ ساتھ ہی وضو کے ذریعے انسان کی توجہ کسی بھی دوسرے شخص سے ہٹ کر خدا تعالیٰ کی طرف ہو جاتی ہے اور وضو انسان میں نورانی صفت پیدا کرتا ہو ہے۔ غصہ کو ختم کرنے کا ایک علاج یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اگر آدمی کھڑا ہو اور غصہ آ جائے تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے، ہیئت کی اس تبدیلی سے بھی غصہ کم اور آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے اور انسان جب اپنی ہیئت کو اوپر کے بجائے نیچے لے جائے گا اور کھڑے رہنے کے بجائے بیٹھ جائے گا، بیٹھنے کے بجائے لیٹ جائے گا تو یہ آگ کی خصوصیت کے ٹھیک اُلٹا ہو گا جس سے غصہ کو ختم ہونا چاہئے۔ (ماہنامہ ہدایت ستمبر 2008)

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی نالندوی

اردن: پارلیمانی انتخابات میں اسلام پسندوں کی بڑی کامیابی

سرکاری نتائج کے مطابق اردن کی مرکزی اسلام پسند حزب اختلاف کی جماعت نے پارلیمانی انتخابات میں نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں اور اس بار ایوان کی 138 نشستوں میں سے اس نے 31 پر کامیابی حاصل کی ہے، اردن کی اسلام پسند جماعت 'اسلامک ایکشن فرنٹ' (آئی اے ایف) کے لیے اب تک کی یہ سب سے بہترین سیاسی کامیابی ہے، وہ ان انتخابات میں حماس کے خلاف اسرائیل کی جنگ پر لوگوں کے غصے کا فائدہ اٹھانے میں کامیاب رہی، اسلامک ایکشن فرنٹ (آئی اے ایف) اردن میں اخوان المسلمون کا سیاسی بازو ہے، واضح رہے کہ اردن میں فلسطینیوں کی ایک بڑی آبادی مقیم ہے، اردن کی مملکت گرچہ امریکہ کی ایک مضبوط اتحادی ہے اور اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات بھی برقرار رکھتی ہے، تاہم عوام بڑے پیمانے پر فلسطینیوں کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں، آئی اے ایف نے خطے میں حماس کی حمایت میں مظاہروں سمیت کچھ بڑے مظاہروں کا بھی اہتمام کیا تھا، واضح رہے کہ یورپی یونین اور امریکہ جیسے مغربی ممالک نے حماس کو ایک دہشت گرد تنظیم قرار دے رکھا ہے (ڈی ڈبلیو)

غزہ میں اقوام متحدہ کے چھ اہلکاروں کی ہلاکت پر غم وغصہ

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انٹونیو گوتیرش نے کہا ہے کہ غزہ میں اقوام متحدہ کے زیر انتظام ایک پناہ گاہ پر اسرائیلی فضائی حملے میں فلسطینی پناہ گزینوں کے لیے اقوام متحدہ کی ریلیف اینڈ ورکس ایجنسی (یواین آر ڈبلیو اے) کے عملے کے چھ افراد ہلاک ہو گئے، بدھ کے روز کیے گئے ان حملوں میں بے گھر فلسطینی خاندانوں کے لیے ایک اسکول میں قائم کی گئی ایک پناہ گاہ اور دو گھروں کو نشانہ بنایا گیا، غزہ میں ہسپتال کے ذرائع کے مطابق ان حملوں میں درجنوں افراد ہلاک ہوئے، گوتیرش نے ان حملوں کی مذمت کرتے ہوئے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر لکھا، "بین الاقوامی انسانی ہمدردی کے قانون کی ان ڈرامائی خلاف ورزیوں کو اب ختم ہو جانا چاہیے" یو این آر ڈبلیو اے نے بھی ایکس پر ہی اپنی ایک پوسٹ میں کہا تھا کہ یہ غزہ میں اب تک کسی ایک واقعے میں اس کے عملے کی سب سے زیادہ ہلاکتیں ہیں۔ (ڈی ڈبلیو)

جرمنی میں حماس سے روابط کے الزام پر اسلامی مرکز بند

جرمن حکام نے فلسطینی عسکریت پسند گروپ حماس سے مبینہ روابط کے الزام میں برانڈن بُرگ میں ایک اسلامی مرکز پر چھاپہ مارنے کے بعد اس پر پابندی بھی لگا دی ہے، اسلامی مرکز فرسٹن والڈے (آئی زیڈ ایف) کی بنیاد 2018 میں رکھی گئی تھی اور یہ برلن کے جنوب مشرق میں تقریباً 80 کلومیٹر (50 میل) کے فاصلے پر واقع ہے، اس مرکز کے زیر انتظام السلام نامی مسجد ہے اور یہ علاقے میں مسلمان کمیونٹی کو خدمات فراہم کرتا ہے، برانڈن بُرگ کے وزیر داخلہ مشائیل شٹُوبگن نے جمعرات کو کہا کہ آئی زیڈ ایف کا تعلق حماس اور اخوان المسلمون سے ہے، انہوں نے مزید کہا، "یہ تنظیم آزاد جمہوری نظام کے خلاف کام کرتی ہے، سامیت دشمن بیانیہ پھیلاتی ہے اور اسرائیل کے وجود کے حق سے انکار کرتی ہے، ہم اسے قبول نہیں کر سکتے۔" (ڈی ڈبلیو)

چین اور آسیان اقتصادی تعاون کے اچھے نتائج برآمد ہوئے: عہدیدار

چینی وزارت تجارت کے حکام نے بدھ کے روز کہا کہ چین اور جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کی تنظیم (آسیان) کے درمیان اقتصادی اور تجارتی تعاون نے گزشتہ دہائی میں مثمر نتائج حاصل کیے ہیں، ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزارت کے حکام نے کہا کہ چین اور جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کی تنظیم کے درمیان تجارت میں 2013 کے بعد سے اوسطاً سالانہ 7.5 فیصد کی شرح سے اضافہ ہوا ہے، چین مرکزی ٹیلی ویژن (سی سی ٹی وی) نے حکام کے حوالے سے کہا کہ چین گزشتہ 15 سالوں سے مسلسل جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کی تنظیم کا سب سے بڑا تجارتی شراکت دار بنا ہوا ہے، جبکہ آسیان مسلسل چار سالوں سے چین کا سب سے بڑا تجارتی شراکت دار ہے اور چین اور جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کی تنظیم ممالک کے درمیان دوطرفہ سرمایہ کاری کا مجموعی حجم اس سال جولائی تک 400 بلین امریکی ڈالر سے تجاوز کر گیا ہے، حکام نے یہ بھی کہا کہ 21واں چین آسیان ایکسپو 24 سے 28 ستمبر تک جنوبی چین کے گوانگشی ژوانگ خودمختار علاقے کے نانگ میں منعقد ہوگا، 21واں چین۔آسیان بزنس اینڈ انویسٹمنٹ سمٹ بھی اسی دوران نانگ میں منعقد ہوگا (وام)

شمالی کوریا نے یورینیم کی افزودگی کی سہولت کی پہلی تصاویر جاری کردی

شمالی کوریا نے یورینیم کی افزودگی کی سہولت کی پہلی تصویر جاری کی ہے، جس میں رہنما کم جونگ اُن کو اس کا دورہ کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے؛ کیونکہ انہوں نے اپنے ملک کے جوہری ہتھیاروں کے ذخیرے کو بڑھانے کے لیے مزید سینٹری فیوجز کا مطالبہ کیا ہے، پیونگ یانگ، جسے اپنے ممنوعہ ہتھیاروں کے پروگرام کو آگے بڑھانے کے لیے اقوام متحدہ کی متعدد پابندیوں کا سامنا ہے، اس نے 2006 میں اپنے پہلے جوہری تجربے کے بعد سے پہلے کبھی بھی اپنی یورینیم افزودگی کی سہولت کی تفصیلات عوامی سطح پر ظاہر نہیں کیں، کم نے جوہری ہتھیاروں کے انسٹی ٹیوٹ اور "ہتھیار کے درجے کے جوہری مواد کی پیداوار کے اڈے" کا دورہ کیا، سرکاری کورین سنٹرل نیوز ایجنسی (KCNA) نے جمعہ کو رپورٹ کیا، تصاویر میں کم کو دھاتی سینٹری فیوجز کی لمبی قطاروں کے درمیان چلتے ہوئے دکھایا گیا لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کب اس مقام پر گئے تھے، اس طرح کی تنصیبات انتہائی افزودہ یورینیم تیار کرتی ہیں، جو کہ جوہری وار ہیڈز بنانے کے لیے ضروری ہے، (الجزیرہ)

تعلیم و روزگار

کانسٹیبل کے 39481 عہدوں کیلئے فارم 14 اکتوبر تک

اسٹاف سلیکشن کمیشن کی جانب سے کانسٹیبل کے 39481 عہدوں کے لئے درخواست طلب کی گئی ہے، اس کے تحت بی ایس ایف، سی آئی ایس ایف، سی آر پی ایف، ایس ایس بی، آئی ٹی بی پی، آسام رائفل اور ایس ایس ایف کے عہدے شامل ہیں، تعلیمی لیاقت کسی تسلیم شدہ بورڈ انسٹی ٹیوٹ سے میٹرک پاس ہو، درخواست فارم بھرنے کے اہل ہیں، درخواست فارم بھرنے کیلئے ایس ایس سی کے ویب سائٹ www.ssc.gov.in سے تفصیلی معلومات حاصل کر سکتے ہیں اور آن لائن فارم بھر سکتے ہیں، فارم بھرنے کا عمل 05 ستمبر 2024 سے جاری ہے اور 14 اکتوبر 2024 فارم بھرنے کی آخری تاریخ ہے، امتحان کمپیوٹر بینڈ ہوگا جس میں 60 منٹ میں 80 سوالات جنرل انٹیلی جنس اور ریزننگ، جنرل نالج، ایلیمنٹری میتھ، ہندی اور انگریزی سے پوچھے جائیں گے، سبھی صحیح جواب پر 2 نمبر ملیں گے اور غلط جواب پر 25.0 نمبر کاٹے جائیں گے، امتحان میں کامیاب امیدوار فیزیکل ٹیسٹ میں شامل ہوں گے جس میں مرد کو 6.1 کلومیٹر 7 منٹ میں دوڑ لگانی ہے اور خواتین کو 800 میٹر 8:30 منٹ میں دوڑ لگائی ہے، مرد کی لمبائی 170CM اور خواتین کی لمبائی 157CM ہونی چاہئے۔

آئی ٹی بی پی میں کانسٹیبل کے 819 عہدے خالی

انڈو تبتی بارڈر پولیس فورس (ITBP) نے 819 اسامیوں پر بحالی کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، یہ بحالیاں کانسٹیبل (کچن سروس) کے عہدوں پر کی جائیں گی، دلچسپی رکھنے والے اور اہل امیدوار آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست دینے کی آخری تاریخ کیم اکتوبر 2024 ہے، درخواست کی فیس: 100 روپے ہے S C / S T، خواتین اور سابق فوجیوں کے لیے مفت ہے، سرکاری ویب سائٹ: www.itbpolice.nic.in۔ہیلپ لائن نمبر: 011-24369482، 011-24369483۔ای میل آئی ڈی: comdtrect@itbp.gov.in۔

کانسٹیبل/ فائر کے 1130 عہدے کے لئے درخواست دیں

سینٹرل انڈسٹریل سیکورٹی فورس (CISF) نے کانسٹیبل/ فائر کی 1130 اسامیاں کے لئے درخواست طلب کی ہے، جس کے لئے درخواست کی فیس: 100 روپے ہے SC / ST زمرہ کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 30 ستمبر 2024، مزید معلومات کے لئے اس ویب سائٹ cisfrectt.cisf.gov.in پر جائیں یا ہیلپ لائن نمبر: 011-24366431 / 24307933 پر کال کریں۔

1180 اپرنٹس کی اسامیاں پُر کی جائیں گی

سینٹرل کول فیلڈز لمیٹڈ نے 1180 اپرنٹس کی آسامیاں پُر کرنے کے لئے آن لائن درخواست طلب کی ہے، اہل امیدوار 21 ستمبر 2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس کسی بھی زمرے کے لیے نہیں ہے، مزید معلومات کے لئے اس ویب سائٹ w w w . c e n t r a l c o a l f i e l d s . i n پر جائیں، ای میل آئی ڈی gmadmin.ccl@coalindia.in۔

پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ میں تقرریاں

پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ میں چپراسی کے تین سو عہدے کے لئے درخواست مطلوب ہے، درخواست کی فیس 600 سے 700 روپے زمرے کے لحاظ سے طے ہیں، اس کے لئے آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 20 ستمبر 2024 ہے، مزید معلومات کے لئے اس ویب سائٹ highcourtchd.gov.in پر جائیں یا ہیلپ لائن نمبر: 0172-2740071 پر کال کریں۔

سینئر ریذیڈنٹ انسٹی ٹیوشن کی 141 اسامیوں کے لیے فارم بھریں

آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز (راجکوٹ) نے سینئر ریذیڈنٹ انسٹی ٹیوشن کی 141 اسامیوں کے لیے درخواست طلب کی ہے، درخواست کی فیس: 1,000 روپے ہے، SC / ST زمرہ کے امیدواروں کے لیے 800 روپے اور معذور افراد کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 18 ستمبر 2024 ہے، مزید معلومات کے لئے اس ویب سائٹ aiimsrajkot.edu.in پر جائیں۔

کانسٹیبل سمیت 128 آسامیوں کے لیے درخواستیں طلب

انڈو تبتی بارڈر پولیس فورس (ITBP) نے کانسٹیبل سمیت مختلف عہدوں پر بحالی کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، یہ بحالیاں ہیڈ کانسٹیبل (ڈریسر ویٹرنری) اور دیگر آسامیاں کے لئے ہوں گی، درخواست کی فیس 100 روپے ہے جو کہ آن لائن ادا کرنی ہوگی، SC / ST زمرہ کے لوگوں اور خواتین نیز سابق فوجیوں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ 29 ستمبر 2024 ہے، اس کا آفیشیل ویب سائٹ itbpolice.nic.in ہے، مزید معلومات کے لئے اس ویب سائٹ پر جائیں، اہل امیدوار اس ویب سائٹ کی مدد سے فارم بھریں۔

Scanned with CamScanner

ملی سر گرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

حکومت وقف ترمیمی بل کے ذریعہ ہمارے اوقاف پر قبضہ کرنا چاہتی ہے: حضرت امیر شریعت

خانقاہ رحمانی مونگیر کے تاریخی کتب خانہ رحمانیہ میں علماء ودانشوران کی ایک مشاورتی اجلاس امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا، اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے امیر شریعت نے فرمایا کہ وقف کا مسئلہ بہت اہم اور نازک ہے حکومت اس بل کے ذریعہ اوقاف پر قبضہ کرنا چاہتی ہے اور مسلمانوں کو اوقاف سے حاصل ہونے والے فوائد سے محروم کرنا چاہتی ہے، یہ بل اس ملک کے دستور کے خلاف ہے، اس بل کے ذریعہ وقف کے سلسلے میں غلط فہمی پھیلائی جارہی ہے کہ وقف ٹریبونل کے فیصلے کو سپریم کورٹ بھی نہیں بدل سکتا ہے؛ بلکہ ایسا نہیں ہے سپریم کورٹ ہر معاملہ دیکھ سکتا ہے؛ بلکہ وقف ٹریبونل کے فیصلے کو ہائی کورٹ بھی جائزہ لے سکتا ہے، اسی طرح یہ افواہ پھیلائی جاتی ہے کہ وقف کمیٹیوں کے پاس ایک ملک برابر جائدادیں ہیں، جبکہ ریلوے اور آرمی کے پاس وقف سے بھی زیادہ جائدادیں ہیں تو کیا وہ بھی ایک ملک ہے، امیر شریعت نے فرمایا کہ برادران وطن بھی آپ کی طرح آدم کی اولاد ہیں آپ ان کی غلط فہمی کو دور کریں، جو ٹی وی چینل پر دکھایا جاتا ہے، آپ نے کہا کہ 15 ستمبر کو پٹنہ میں بڑا پروگرام ہوگا اس میں ان باتو ں کو تفصیل سے رکھا جائے گے، علماء ودانشوران بڑی تعداد میں پورے ملک سے اس اجلاس میں شریک ہوں گے، آپ نے حاضرین سے کہا کہ زیادہ سے زیادہ رائے بھیجیں، میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ جمہوریت فٹ بال کا گیم ہے جس میں ہر ایک کو بلا تھکے کھیلنا پڑتا ہے، مولا جمیل احمد مظاہری استاذ حدیث وناظم تعلیمات جامعہ رحمانی مونگیر نے وقف کی شرعی حیثیت اور اس بل کے نقصانات کو واضح کیا، مولانا محمد عارف رحمانی صاحب ناظم جامعہ رحمانی مونگیر نے فرمایا کہ ہندوستان میں تقریباً 25 کروڑ مسلمان رہتے ہیں اور ہر ایک کے پاس موبائل ہے اس لئے ہمیں زیادہ تعداد میں میل کرنا چاہئے، مولانا عارف رحمانی ناظم جامعہ رحمانی نے کہا کہ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم بیس کروڑ میل بھیجیں، قاضی رضی احمد ندوی قاضی شریعت مونگیر نے کہا کہ وقف ترمیمی بل 2024 ایک خطرناک بل ہے اس کے ذریعہ حکومت ہمارے اوقاف پر قبضہ کرنا چاہتی ہے، اس قانون کے ذریعہ اوقاف کے معاملہ میں ضلع کلکٹر کو سارا اختیار دے دیا جائے گا جس سے اوقاف کی جائیداد پر ناجائز قبضہ آسان ہوجائے گا، ابھی یہ بل مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کے پاس ہے کمیٹی نے ملک کے شہریوں سے رائے طلب کی ہے اگرچہ یہ بھی ظلم ہے کہ گھر ہمارا ہے اور پڑوسی سے پوچھا جارہا ہے کہ اس گھر میں مجھے داخل ہونے دیا جائے یا نہیں؛ لیکن پھر بھی ہماری شرعی ذمہ داری ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ ای میل کریں اور ملی بیداری کا ثبوت دیں، ہمارے اکابر خصوصاً امیر شریعت دامت برکاتہم اور مسلم پرسنل لاء بورڈ کے دیگر ذمہ دار ہم سے زیادہ فکر مند ہیں اور دن رات کام کررہے ہیں، ہم کو جب بھی علماء کرام کی طرف سے آواز دی جائے گی تو ہم ہر طرح کی کوشش وقربانی دینے کے لئے تیار رہیں، اس پروگرام میں جناب مولانا محمد مشیر الدین رحمانی، مولانا قمر الزماں رحمانی، مولانا کوثر کلام اشرف رحمانی، جناب شاہد ایڈووکیٹ، جناب خالد سیف اللہ، مولانا عبدالمالک مظاہری اور دیگر لوگوں نے بھی اپنی رائے کا اظہار کیا۔

اوقاف کی جائیداد اللہ کی ملکیت اور متولیان کے پاس امانت ہے: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

وقف منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کو اپنی ملکیت سے نکال کر عام حالات میں اللہ کی ملکیت میں بندوں کے نفع کے لیے ڈال دینے کا نام ہے، اور اللہ کی ملکیت میں خرد برد کرنے کا حق نہ تو حکومت کو ہے نہ وقف کونسل اور نہ ریاستی بورڈ کو، خود متولی بھی واقف کی منشاء کے خلاف اس چیز یا اس کی آمدنی کا استعمال نہیں کر سکتا، کیوں کہ متولی اللہ کی ملکیت کا امین ہے اور امانت میں خیانت کی اجازت کسی بھی درجے میں اسلام نہیں دیتا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو امانت دار نہیں اس کے ایمان کا کوئی بھروسہ نہیں، اسلام کی یہ تعلیمات مذہبی وشرعی قوانین وضوابط کا حصہ ہیں اور کسی کی طرف سے بھی اگر اس میں تبدیلی کی بات کی جاتی ہے تو یہ مداخلت فی الدین ہے اور دینی تقاضوں کی حفاظت ہمارے ایمان ویقین کا جز ہے، اس لیے مسلمان سب کچھ برداشت کر لیتا ہے دین میں مداخلت اور ناموس رسالت پر ہلکی سی آنچ بھی وہ گوارا نہیں کر سکتا, ان خیالات کا اظہار معروف عالم دین اور آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے رکن تاسیسی، امارت شرعیہ کے نائب ناظم، کاروان ادب اور اردو میڈیا فورم کے صدر مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے اس نمائندے سے گفتگو کرتے ہوئے کیا , انہوں نے کہا کہ سب سے پہلا وقف آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہم نے اسے تسلسل بخشا، حدیث میں مذکور ہے کہ کوئی صحابی ایسے نہیں بچے جنہوں نے اللہ کے راستے میں اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق صدقہ (وقف) نہ کیا ہو ہندوستان میں جب اسلام آیا تو بادشاہوں، نوابوں، زمینداروں اور عام مسلمانوں نے کثرت سے اخروی زندگی میں کام آنے والے ثواب کی نیت سے مساجد، مدارس، خانقاہ، مزارات، مسافر خانے اور قبرستان کے لیے زمینیں وقف کیں، ان کا استعمال زبانی وقف کی حیثیت سے ہوتا رہا، وقف کرنے والوں نے اس کی ضرورت نہیں محسوس کی کہ اس کو رجسٹرڈ کیا جائے اور رجسٹر 2 میں اس کا اندراج وقف کی حیثیت سے کرایا جائے , چنانچہ اسی (??) فیصد اوقاف زبانی ہیں اور برسوں سے اس کا استعمال ان کاموں کے لیے ہو رہا ہے جس کے لیے واقف نے وقف کر دیا تھا، سرکاری سازش کے تحت بہت سارے قبرستان اور مساجد کی آراضی کو غیر مزروعہ عام بنام ریاستی سرکار کر دیا گیا، ان میں سے کئی قبرستان کو کبیر استھان اور گورستان کو گؤ استھان لکھ دیا گیا اور قانونی طور پر اس کی وقف کی حیثیت کو ختم کر دیا گیا، اب جب چاہے ریاستی حکومت ان زمینوں کو اپنی ملکیت قرار دے کر دوسرے کاموں مثلاً وزیر اعظم رہائشی اسکیم کے لیے مکانات کی تعمیر کے لیے استعمال کر سکتی ہے، کارپوریٹ گھرانوں کو دے سکتی ہے اور واقف کی منشاء کی رعایت کیے بغیر اس وقف کو خرد برد کر سکتی ہے، مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہر دور میں اوقاف کے تحفظ کی کوشش کی جاتی رہی ہے، دستوری اور آئینی طور پر تحفظ کے لیے تحریکیں بھی چلتی رہی ہیں چنانچہ تحفظ اوقاف کے لیے انگریز دور میں پہلا قانون 1923ء میں بنا وقتاً فوقتاً ترمیمات ہوتی رہیں، آزاد ہندوستان میں وقف ایکٹ 1953 میں بنا، 1959، 1969, 1984 اور 1985ء میں ترمیمات کی گئیں، اور ابھی جو ایکٹ مستعمل ہے وہ 1995 کا بنا ہوا ہے , 2013 کی چند ترمیمات بھی اس میں شامل ہیں، موجودہ حکومت نے 1995ء کے ایکٹ میں چوالیس ترمیمات کے لیے بل پارلیمنٹ میں پیش کیا ہے کہنے کے لیے یہ چوالیس ہیں لیکن اصلاً یہ ایک سو سنتاون ترمیمات ہیں جس نے 1995ء ایکٹ کو بالکل بدل کر رکھ دیا ہے، پہلے یہ ایکٹ تحفظ اوقاف کے لیے تھا اور ترمیم کے بعد اوقاف کی جائیداد کو خرد برد کرنا اور سرکاری تصرفات کے دروازے کو کھول کر رکھ دے گا، ان ترمیمات کے نتیجے میں اوقاف کمیٹی میں غیر مسلموں کا عمل دخل بڑھے گا، زبانی اور استعمال کی وجہ سے وقف کی حیثیت ختم ہو جائے گی اور فیصلے کا اختیار کلکٹر کو ہوگا، جس کی حیثیت یک گونہ مدعی کی ہوگی اور جب مدعی ہی منصف ہو جائے تو فیصلہ کیا اور کیسا ہوگا ہر ادمی سمجھ سکتا ہے، متولی اور وقف بورڈ کی حیثیت صرف ربطی ادارے کی رہ جائے گی، اس کا سارا کام کلکٹر صاحب تک کاغذات پہنچا دینے میں محدود ہو جائے گا، جن زمینوں کے کاغذات نہیں ہوں گے ان کی حیثیت وقف کی تسلیم نہیں کی جائے گی اور ان پر بنی عمارتوں کو بلڈوز کر دیا جا سکے گا، حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ معاملہ بڑا نازک اور خطرناک ہے ابھی یہ بل جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے پاس زیر غور ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے لیے ایک لنک جاری کیا ہے جس کی مدد سے آسانی سے آپ اپنی رائے جوائنٹ پارلیمنٹ کمیٹی کو بھیج سکتے ہیں، 13 ستمبر تک اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کی رائے کمیٹی کو پہنچ جائے اس طرف فوراً توجہ کی ضرورت ہے، اس کے بعد ضرورت ہے کہ جن اوقاف کی آراضی کا اندراج ریاستی حکومت کے نام سے ہو گیا ہے اس کے ٹائٹل بدلنے کے لیے کاروائی کی جائے تاکہ وہ ریاستی سرکار کے قبضے سے نکل کر اوقاف کی جائیداد کی حیثیت سے اس کا اندراج ممکن ہو سکے، اس کام کو کسی بھی طرح کرایا جائے، یہ دوسرا بڑا کام ہے، جس کے لیے مسلمانوں کو اٹھ کھڑا ہونا چاہیے، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے ارکان امارت شرعیہ کے خدام اس کی مہم چلا رہے ہیں اور آپ سب کا ساتھ ہی اس مہم کو کامیابی سے ہمکنار کر سکتا ہے، مفتی صاحب نے اس نمائندے کو بتایا کہ ایک دوسرا بڑا مسئلہ تحفظ مدارس کا ہے آسام میں مدارس کو اسکول بنا دینے کی بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے، اتر پردیش میں نئی تعلیمی پالیسی کے تحت مدارس کے طلبہ کو اسکول میں داخل کرانے کا حکم آگیا ہے بہار کی ڈبل انجن کی سرکار بھی اس طرح متوجہ ہو سکتی ہے جس کا سلسلہ بیان بازی کی حد تک چل رہا ہے ان حالات میں امارت شرعیہ نے 15 /ستمبر کو آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی تجویز کی روشنی میں وقف کانفرنس بابو سبھا گار نزد گاندھی میدان پٹنہ میں رکھا ہے، تحفظ مدارس کے لیے بھی ایک کنونشن اسی دن بعد نماز مغرب المعھد العالی ہال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں منعقد ہوگا آپ حضرات کو اس تاریخی مہم کا حصہ بننا چاہیے، یہ وقت کی ضرورت ہے اور مذہبی تقاضہ بھی۔

وقف ترمیمی بل 2024ء خامیوں کا مجموعہ یہ بل ہرگز قبول نہیں / مفتی محمد سہراب ندوی

اوقاف کے تحفظ کے سلسلہ میں عمومی بیداری پیدا کرنے کے لئے نائب ناظم امارت شرعیہ کا جموئی، مدھوبنی اور ضلع اررِیہ کا دورہ

نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب نے 18، 19، 20 اگستکو ضلع جموئی اڈسار، آڑھا، جمہریا اور چندر دیپ جیسی بڑی آبادیوں کا دورہ کیا، اس دورہ میں جناب مولانا شارق رحمانی دفتر نظامت امارت شرعیہ کے علاوہ تنظیم امارت شرعیہ ضلع جموئی کے سرپرست ماسٹر حفظ الرحمٰن صاحب، صدر حافظ غفران صاحب، سکریٹری ماسٹر نثار صاحب، قاضی شریعت جموئی مولانا نعمان قاسمی صاحب، نائب صدر مکھیا انور صاحب اور دوسرے سرپرست مولانا حسین احمد صاحب بھی شامل تھے، اس موقع سے چاروں مقامات پر خوص کے خصوصی اجتماعات منعقد ہوئے اور وقف بل کے نقائص، اس کے منفی اثرات اور حکومت کی ناپاک سازشوں سے حاضرین کو باخبر کرنے کے بعد انہیں اوقاف کے دستاویزات کی درستگی پر توجہ دینے، اندرونی طور پر اوقاف کی جائداد کو ناجائز استعمال سے نکالنے اور اس ظالمانہ قانون کے خلاف اس کی واپسی تک مضبوطی کے ساتھ کھڑے رہنے کی تلقین کی گئی، اس سلسلہ کا دوسرا دورہ ضلع مدھوبنی کے یکہتہ کی آبادی کا ہوا، جہاں جمعہ کے اجتماع، دوسری خصوصی میٹنگوں میں تحفظ اوقاف کی تحریک کو مضبوط رکھنے کی دعوت دی گئی، اس دورہ میں رکن شوریٰ امارت شرعیہ مولانا مشتاق صاحب، قاضی شریعت یکہتہ مولانا رضوان مظاہری صاحب اور معہد البنات کے اساتذہ شامل رہے۔ تیسرا دورہ مفتی صاحب نے ضلع اررِیہ کے رانی گنج بلاک کا کیا، جہاں رانی گنج بازار، رام پور اور ڈومریا جیسی بڑی آبادیوں میں وقف کے تحفظ کے لئے امارت شرعیہ کی طرف سے جاری تحریک کا پیغام پہونچایا گیا، اس دورہ میں مبلغ امارت شرعیہ مولانا رفیع احمد صاحب، نائب سکریٹری تنظیم امارت شرعیہ اررِیہ مفتی نعیم صاحب، مفتی دلشاد صاحب، مولانا شاہد صاحب اور مفتی جمشید صاحب وغیرہ شامل ہے۔

Scanned with CamScanner

ہماری پارٹی وقف ترمیمی بل 2024 کو قانون بننے سے روکے گی

امارت شرعیہ سمیت دیگر ملی تنظیموں کے ذمہ داروں سے وزیر اعلیٰ جھارکھنڈ کی یقین دہانی

اس وقت وقف ترمیمی بل 2024 کے ذریعہ مرکزی حکومت وقف ایکٹ کے بنیادی ڈھانچہ کو ہی ختم کرنا چاہتی ہے، جس سے مسلمانوں میں اضطراب اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے، اس سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تجویز کے مطابق امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ سمیتا دارہ شرعیہ ، جمعیۃ علماء جھارکھنڈ، جمعیۃ الراعین، پٹھان تنظیم، انجمن اسلامیہ جیسی تنظیموں کی نمائندہ شخصیات نے وزیر اعلیٰ جھارکھنڈ ہیمنت سورین سے ملاقات کی اورانہیں وقف ترمیمی بل 202 کے نقائص وخطرناکیوں سے واقف کرایا ساتھ ہی حضرت امیر شریعت مدظلہ کی جانب سے مرتب کردہ میمورنڈم بھی پیش کیا، جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس بل کو آئینی اور قانونی طریقے پر یکسر مسترد کرنے پر آواز اٹھائیں اور ہرحال میں بل کو ایکٹ بننے سے روکیں، یہ بل کسی طرح اوقاف کے مفاد میں نہیں ہے، یہ اوقاف کی جائیداد کو ہڑپ کرنے والا اورسرکاری پروپرٹی بنانے والا بل ہے، یہ اوقاف کی شرعی اور دستوری حقوق کے خلاف بل ہے اور ملک کی قدیم روایات وثقافت پر حملہ ہے، وزیر اعلیٰ جھارکھنڈ نے وفد کی تمام باتوں کو پوری سنجیدگی کے ساتھ غور سے سنا اور وفد کو یقین دلایا کہ ہماری پارٹی اس بل کو کبھی بھی قبول نہیں کرے گی اور اسے ایکٹ بننے سے یقینی طور پر روکنے کی ہرممکن تدبیر اختیار کرے گی، اس وفد میں مولانا قاضی مفتی انور قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ رانچی کے علاوہ مولانا اصغر مصباحی جنرل سکریٹری جمعیۃ العلماء جھارکھنڈ، مولانا مفتی طلحہ ندوی جنرل سکریٹری مجلس علماء جھارکھنڈ، مولانا قطب الدین رضوی ناظم اعلیٰ ادارہ شرعیہ جھارکھنڈ، حاجی محمد فیروز صدر جمعیۃ الراعین رانچی، جناب ایوب راجہ صدر پٹھان تنظیم رانچی، جناب انور عرف انو صاحب انجمن اسلامیہ ہسپتال رانچی، محمد اسلم صاحب سابق پارشد، محمد اظہر ایڈوکیٹ، محمد ندیم سماجی کارکن شریک کار رہے، اس وفد نے عوامی رائے عامہ کو بیدار کرنے اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے مرتب کردہ QR کوڈ اور لنک کو عام لوگوں تک پہونچانے اور بل کو یکسر مسترد کرنے کے لئے JPC تک اپنی رائے پہونچانے کا بھی اعادہ کیا۔

وقف جائدادیں مسلمانوں کی دی ہوئی ہیں، حکومت ترمیمی بل کے بہانہ مداخلت نہ کرے: سہیل اختر قاسمی

قانون شریعت میں وقف کو خاص اہمیت حاصل ہے، اور اسلامی قانون میں اس کے اصول وضوابط بھی متعین ہیں، جس کی خلاف ورزی واقف کے لیے بھی درست نہیں ہے۔ وقف کی جائیدادیں حکومت کی ملکیت نہیں ہیں، بلکہ مسلمانوں کی اپنی ملکیت والی جائیدادیں ہیں، جسے انہوں نے مذہبی اور رفاہی کاموں کے واسطے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے وقف کیا ہے وقف بورڈ اور متولی صرف اس کے نگراں اور محافظ ہیں، انہیں اس میں واقف کے منشا کے خلاف تصرف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، واقف کو بھی موقوفہ جائداد میں پھیر بدل کی اجازت نہیں ہے تو کسی حکومت کو یہ اختیار کیسے حاصل ہوسکتا ہے، اس لئے مرکزی حکومت نے جو اوقاف کے اندر چھیڑ چھاڑ کرنے اور اس کی نوعیت اور حیثیت کو بدلنے کی نیت سے ایک نیا بل وقف ترمیمی بل 2024 کے نام سے پارلیامنٹ میں پیش کیا ہے اس کو فوراً واپس لے، یہ مجوزہ وقف ترمیمی بل 2024ء کے ذریعہ وقف جائیدادوں کی حفاظت کے بجائے اس پر قبضہ کرنے والوں کی راہ ہموار ہوگی، اس لیے مسلمانوں کا حکومت ہند سے مطالبہ ہے کہ وہ بلا شرط اس بل کو واپس لے، یہ بل وقف کی حیثیت کو کمزور کرنے والا ہے، ان خیالات کا اظہار مولانا مفتی محمد سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ نے راج محل صاحب گنج، جھاکھنڈ کی ایک تاریخی اور شاہی مسجد میں کیا، انھوں نے کہا کہ اس وقت یہ بل جوائنٹ پارلیامنٹری کمیٹی کے پاس ہے، جس نے اس کے بارے میں عوام سے 13/ستمبر تک رائے طلب کی ہے، اس لیے ایک ذمہ دار شہری کی حیثیت سے تمام مسلمانوں کو اپنی رائے جے پی سی کو اس کے جاری کردہ ای میل پر بھیجنی چاہئے، انھوں نے مسلم عوام سے اپیل کی کہ اس میل کے ذریعے لاکھوں کی تعداد میں اپنی مخالفت درج کرائیں اور اس بل کو مسترد کرنے کی مانگ کریں، چونکہ یہ بل وقف کی حیثیت کو کمزور کردے گا اور حکومت کو وقف املاک میں مداخلت کی راہ ہموار کردیگا اس لیے مسلمان اس بل کی مخالفت میں ملی بیداری کا ثبوت دیں اور 13/ستمبر تک ہرحال میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ودیگر مسلم تنظیموں کے ذریعہ جاری کردہ QR کوڈ کو اسکین کرکے جے پی سی تک اپنا مشورہ ضرور پہنچائیں، انھوں نے کہا کہ اگر حکومت اوقاف کا تحفظ چاہتی ہے تو ایسے اقدامات کرے جس سے وقف املاک کی حفاظت ہوسکے اور وقف املاک کو سرکاری اور غیر سرکاری ناجائز قبضوں سے خالی کرا کر وقف بورڈ کے حوالے کرے، واضح ہو کہ وقف کے تحفظ اور وقف ترمیمی بل 2024 کے حوالہ سے عوام وخواص کو بیدار کرنے اور وقف ترمیمی بل کے خلاف احتجاج کی آواز بلند کرنے کی غرض سے امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کی پوری ٹیم امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی ہدایت اور قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی کی رہنمائی میں پوری قوت کے ساتھ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ میں تحریک چلا رکھی ہے اور بل کی واپسی تک تحفظ وقف کی یہ تحریک جاری رہے گی، اسی تعلق سے امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے زیر اہتمام 15رتمبر 2024ء روز اتوار شہر پٹنہ کے باپو سبھا گار ہال نزد گاندھی میدان میں ایک عظیم الشان تحفظ اوقاف کانفرنس کا انعقاد ہو رہا ہے، جس میں وقف ترمیمی بل 2024 کے نقائص کا مکمل آئینی جائزہ لیا جائے گا، اور اوقاف کے تحفظ کے طریقوں پر قائدین ملت کا خطاب بھی ہوگا، اس کانفرنس کی صدارت امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ فرمائیں گے، اور ملک کے نامور علماء، دانشوران اور وکلاء قانون داں حضرات قانونی وضاحت بھی کریں گے، اس لیے اس کانفرنس میں شرکت کرکے ملی بیداری کا ثبوت دیں اور اکابرین کی تحریک کو مضبوط کریں، امارت شرعیہ ہر بستی اور شہر کے محلوں کے علماء مدارس، ائمہ، اوقاف کمیٹیوں اور ذمہ دار شہریوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ پوری طرح اس مہم میں شامل ہوں اور مسلمانوں کو وقف کے بارے میں پوری طرح بیدار کریں اور اس کانفرنس میں شریک ہوکر ملی بیداری کا ثبوت دیں۔

جناب شاہد حیدری ایک نیک انسان اور ملت کے قیمتی فرد تھے: مفتی وصی احمد قاسمی

امارت شرعیہ ضلع بیگوسرائے کے قاضی شریعت اور بزرگ عالم دین جناب مولانا عبدالعظیم حیدری صاحب کے فرزند جناب شاہد حیدری کا انتقال ہوگیا، موصوف علم اور علماء کرام سے بے پناہ محبت کرنے والے، نیک دل اور بااخلاق انسان تھے، ان کے جنازے کی نماز 7/اکتوبر 2024 کو بعد نماز مغرب چھوٹی بلیا ضلع بیگوسرائے میں ادا کی گئی اور مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، ان کے جنازے کی نماز میں شرکت کے لئے امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی ہدایت کے مطابق مفتی وصی احمد قاسمی کی قیادت میں ایک موقر وفد امارت شرعیہ سے چھوٹی بلیا ضلع بیگوسرائے پہونچا، وفد میں قائد وفد کے ہمراہ مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت مرکزی دارالقضا امارت شرعیہ کے علاوہ مولانا عبداللہ انس قاسمی اور مولانا محمد شارق رحمانی کارکنان امارت شرعیہ بھی شامل تھے، جنازے کی نماز مرحوم کے والد، بزرگ عالم دین اور دارالقضا امارت شرعیہ بیگوسرائے کے قاضی شریعت جناب مولانا عبدالعظیم حیدری صاحب نے پڑھائی ، جنازے کی نماز سے قبل مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نے مختصراً خطاب کرتے ہوئے موت کی حقیقت اور دنیا کی بے ثباتی پر گفتگو کرنے کے بعد کہا کہ جناب شاہد حیدری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے خوبیوں سے نوازا تھا، وہ ایک نیک اور متحرک انسان تھے، امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی سے گہری عقیدت رکھتے تھے، اور ملت کے کاموں میں خوب حصہ لیتے تھے، اسی لئے ان کے انتقال کی خبر سن کر امیر شریعت دامت برکاتہم مغموم ہوئے، مغفرت کی دعا کی اور امارت شرعیہ سے ایک موقر وفد کو جنازے میں شرکت کیلئے روانہ فرمایا، تدفین کے بعد امارت شرعیہ کے وفد نے مرحوم کے والد مولانا عبدالعظیم حیدری اور دیگر لواحقین سے مل کر تعزیت مسنونہ پیش کی، جنازے کی نماز میں شرکت کے لئے خانقاہ رحمانی سے بھی ایک وفد چھوٹی بلیا ضلع بیگوسرائے حاضر ہوا تھا اور ضلع بیگوسرائے کے مختلف اطراف سے کثیر تعداد میں لوگ آئے ہوئے تھے۔

وقف ترمیمی بل مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں مداخلت: ماسٹر انوار احمد رحمانی

مسلمان مسلم پرسنل لا. بورڈ کے پلیٹ فارم سے جے پی سی کو وقف بل کے خلاف اپنی رائے ضرور دیں

وقف کا معاملہ خالص اسلامی اور مذہبی معاملہ ہے، اس میں حکومت کی مداخلت اور ترمیم کیلئے بل لانا مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں بے جا مداخلت ہے جو درست نہیں ہے، اس بل کے ذریعے مسلمانوں کو تنگ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، حکومت کو اس سے باز رہنا چاہیے ان خیالات کا اظہار ماسٹر انوار احمد رحمانی صاحب رکن شوری وٹروسٹی امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ ورکن آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے عیدگاہ، تکیہ بیگوسرائے میں مشاورتی اجلاس برائے تحفظ اوقاف کانفرنس میں کیا۔ انھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وقف ترمیمی بل 2024 کو فوراً واپس لیا جائے، مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ وقف املاک کی حفاظت کو یقینی بنائے، ماسٹر صاحب نے زور دے کر کہا امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے زیر اہتمام 15/ستمبر 2024ء روز اتوار شہر پٹنہ کے باپو سبھا گار ہال نزد گاندھی میدان پٹنہ میں ایک عظیم الشان اجلاس بعنوان ''تحفظ اوقاف کانفرنس'' کا انعقاد ہو رہا ہے، جس میں وقف ترمیمی بل 2024 کے نقائص کا شرعی اور آئینی جائزہ لیا جائے گا، اور اوقاف کے تحفظ کے طریقوں پر قائدین ملت کے خطابات ہونگے، قائدین ملت کے علاوہ ملک کے اہم دانشوروں، وکلاء اور قانون داں بھی ضروری مشورے دینگے، اس کانفرنس کی صدارت امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ فرمائیں گے، اس لیے اس کانفرنس میں شرکت کرکے ملی بیداری کا ثبوت دیں، اکابرین کی تحریک کو مضبوط کریں، انہوں نے عوام سے یہ بھی گذارش کی یہ کہ جے پی سی نے وقف کے بارے میں جو رائے مانگی ہے اس سلسلہ میں مسلم پرسنل لا بورڈ نے کیو آر کوڈ اور لنک بھی جاری کیا ہے آپ حضرات اُس لنک اور کیو آر کوڈ کے ذریعہ اوقاف کے تحفظ کے مدنظر اپنی آراء ضرور دیں، واضح رہے کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی تجویز کے مطابق امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ ومغربی بنگال کی قیادت میں تحفظ اوقاف کی تحریک پورے مظبوطی کے ساتھ جاری ہے۔

Scanned with CamScanner

گیمز اور کارٹون دیکھنے سے بچے جسمانی اضطراب کے شکار

مولانا نثار احمد حصیر قاسمی

ٹیلیویژن اور انٹرنیٹ پرنشر ہونے والے گیمز اور کارٹون سیریل نے بچوں کو نہ صرف پڑھنے اور آرام کرنے سے روک دیا ہے؛ بلکہ اطمینان وسکون کے ساتھ کھانے پینے سے بھی مشغول کر رکھا ہے، یہ گیمز و کارٹون سیریل 24 گھنٹے نشر ہوتے رہتے ہیں؛ بلکہ بعض چینلز تو اسی کے لئے مختص ہیں اور رات و دن اس کو پیش کرتے رہتے ہیں، ممکن ہے کہ ان سیریلوں کے کچھ فوائد بھی ہوں اور ان کے اردگرد کی دنیا میں جو ہوتا ہے اسے سمجھنے اور جاننے کا انہیں اس کے ذریعہ موقع ملتا ہو اور سب سے اہم فائدہ تو یہ ہوسکتا ہے کہ یہ پروگرام بچوں کو گھروں میں رکھتا اور سڑکوں پر کھیلنے، گلی کوچوں میں گشت کرنے اور ٹولے محلے کے بدقماش بچوں کی صحبت اختیار کرنے سے دور رکھتا ہے، مگر اس کی خرابی یہ ہے کہ یہ ان کے راحت وآرام کے وقت کو ضائع کرتا ہے جس کا برا اثر ان کی صحت پر پڑتا ہے، ان کی نگاہیں کمزور ہوتیں، چلنے پھرنے سے جو ورزش ہوتی اور جس کی ان بچوں کو سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے یہ بچے ان ورزشوں سے محروم رہ جاتے ہیں، اس کی وجہ سے جسم میں چربی پیدا ہوتی، جسم پھول جاتا اور کھوکھلا ہوجاتا اور طاقت وتوانائی معدوم ہوجاتی ہے، بچے دیکھنے میں تو صحت منداور موٹے توانا معلوم ہوتے ہیں مگر وہ کمزور ہوتے ہیں، ان کے اندر محنت کی صلاحیت ختم ہوجاتی او اور تھوڑا سا چلنے یا حرکت کرنے سے وہ تھک جاتے ہیں، سانس پھولنے لگتی اور جسم نڈھال ہوجاتا ہے اور اس کا اثر پورے اعضائے جسمانی پر پڑتا ہے اور سارے اعضاء بیماریوں سے متاثر ہونے لگتے اور بیماریوں سے مدافعت کی قوت حد درجہ کم ہوجاتی ہے اس کے علاوہ ان پروگراموں کے مسلسل مشاہدہ کے نتیجہ میں ان بچوں کے طرز عمل اور سلوک میں تبدیلی آجاتی اور وہ منفی رخ پر چل پڑتے ہیں، دیکھنے میں آتا ہے کہ جو بچے کارٹون سیریل دیکھتے ہیں، وہ اسے مسلسل دیکھتے رہنا پسند کرتے اور دوسری تمام مشغولیتوں پر اسے ترجیح دینے لگتے ہیں، وہ اس سے رکنا اور بند کرنا پسند نہیں کرتے، وہ رفتہ رفتہ گھر سے باہر جانا بھی پسند نہیں کرتے اور نہ ہی عزیز واقارب سے ملنے جانا چاہتے ہیں؟ اگر انہیں والدین کسی کام کے لئے بھیجتے بھی ہیں تو وہ بادل ناخواستہ ہی جاتے اور جلد سے جلد واپس آکر اسکرین کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، رشتہ داروں سے ملنے جانے کا اگر پروگرام ہوتا تو وہ کوشش کرتے ہیں کہ گھر ہی میں رہیں اور ملنے جلنے کے لئے نہ جائیں اور اگر اہل خانہ کے جانے کی وجہ سے انہیں جانا پڑتا ہے تو وہاں ان کا دل نہیں لگتا اور وہ بور ہونے لگتے ہیں اور جلد گھر واپسی کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں، ہاں اگر وہاں بھی انہیں اس کے مشاہدے کا موقع مل جائے تو پھر دل بہلتا رہتا ہے اور پورے دن میں بھی ان میں اکتاہٹ پیدا نہیں ہوتی ہے اکثر یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ یہ بچے جب گھر والوں کے ساتھ رشتہ داروں سے ملنے کو جاتے ہیں تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے ساتھ اپنے کھلونے اور گیمز بھی لے کر جائیں اور اس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ وہاں جانے کے باوجود لوگوں سے دور اور الگ تھلگ رہتے ہیں کھانے کے وقت اگر انہیں بلایا جائے کہ آؤ بچو یہ لو یہ کھاؤ تو وہ اسے مسترد کردیتے، ٹالنے کی کوشش کرتے، خواہش نہ ہونے کا بہانا بتاتے اور اگر گھر والوں یا رشتہ داروں کے اصرار پر مجبور ہوتے ہیں تو ان کا دل ودماغ اس طرف نہیں ہوتا اور وہ جلد سے جلد اپنے کھیل اور گیمز کی طرف لوٹ آنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جو بچے بکثرت کارٹون دیکھتے ہیں یا گیمز میں اپنے اوقات مشغول رکھتے ہیں وہ اعصابی تناؤ کا شکار ہوجاتے ہیں، وہ جو گیمز میں یا کارٹون میں مشاہدہ کرتے ہیں اپنی عملی زندگی میں اس کی نقالی کرتے ہیں اس کے نتیجہ میں وہ جسمانی اضطراب کے شکار ہوجاتے، چہرے کے خط وخال سکڑنے لگتے اور ان پر سستی و کاہلی طاری ہوجاتی ہے، رفتہ رفتہ ان کی صحت بگڑنے لگتی، ان پر بدخیالی کا غلبہ ہوجاتا، گھر والوں یا دوسروں سے مخاطبت میں بھی ان پر ذہول طاری رہتا ہے کہ ہوتے کہیں اور ذہن کہیں اور ہوتا ہے لوگوں کی باتوں پر ان کی توجہ کم ہوتی، اور ایک بات کے لئے بار بار انہیں متوجہ کرنا پڑتا ہے ان میں تشدد وسختی کی کیفیتیں پیدا ہو جاتی اور بسا اوقات وہ تنگ دلی بھی محسوس کرنے لگتے ہیں، ان سے جب کوئی کام کرنے کے لئے کہا جاتا یا کچھ لانے کی خواہش کی جاتی ہے تو وہ اسے ٹالتے رہتے ہیں کبھی تو اس پر توجہ ہی نہیں دیتے؟ پھر بار بار توجہ دلانے کے بعد جب کہا جاتا ہے تو اس سے ان کا دل تنگ ہوجاتا پھر وہ پرتشدد طریقہ اخیار کرتے ہیں ایسی صورت حال پیش آنے کے بعد اہل خانہ اور والدین وسرپرستوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان میں توازن کے ساتھ انضباط پیدا کریں، کھیل کود کارٹون اور سیریل کے مشاہدہ میں توازن قائم کریں، ان کے اوقات کو منظم کریں، ان کی تعلیمی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں، اس کی جانچ کرتے رہیں اور تعلیمی گرفت کریں راحت وآرام کے اوقات مختص اور ٹائم ٹیبل مقرر کریں کہ انہیں کب سونا وآرام کرنا ہے کب پڑھنا لکھنا اور ہوم ورک کرنا ہے، کب انہیں کھیل کھیلنا ہے جس میں جسمانی ورزش بھی ہو کب اور کتنا وقت کارٹون یا گیمز دیکھنا اور اسکرین کے سامنے بیٹھنا ہے، کھیل کود اور تفریح طبع کے لئے وقت مقرر کرنے کے مقصد سے گھر کے دیگر افراد بھی ان پروگراموں کو دیکھ سکتے ہیں تاکہ بچوں کو معلوم ہو کہ ان اوقات میں اور اتنی ہی دیر اس میں صرف کیا ہے، اس سے زائد نہیں، بچوں کو عام طور پر جانوروں اور پرندوں سے دلچسپی ہوتی ہے اس لیئے کارٹون یا گیمز عام طور پر انہی کی شکل میں تیار کئے جاتے ہیں، جب وہ بڑے ہوتے ہیں تو تخیلاتی باتوں میں دلچسپی لینے لگتے ہیں؛ اس لئے ان کے لئے چینلو کے مالکین یا کارٹون تیار کرنے والے ادارے جادو ٹونا آتما اور ارواح کی کہانی تیار کرتے ہیں جو بیشتر عقیدے کے منافی اور ایمان خراب کرنے والے ہوتے ہیں، والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو اس طرح کے پروگراموں کے مشاہدہ سے دور رکھیں اور انہیں بتائیں کہ کیا بہتر ہے اور کیا برا ہے۔

بہر حال یہ گیمز اور تفریحی پروگرام میں حد سے زیادہ انہماک نقصاندہ ہے اس سے سر چکرانے کی بیماری کا خطرہ پیدا ہوتا ہے، میں نے بکثرت ٹیلیویژن دیکھنے والے اور کارٹون وغیرہ میں دلچسپی لینے والے بچوں کو دیکھا ہے کہ وہ غیر شعوری طریقہ پر آنکھ بند کرتے اور کھولتے ہیں؟ بعض بچے سناتے ہیں کہ میں نے کل خواب میں اس طرح کے عجیب وغریب واقعات دیکھے ہیں وہ پورا واقعہ سناتے ہیں جو ان کی عمر کے مناسب نہیں ہوتا ہے، ان کھیلوں میں وقت صرف کرنے کی وجہ سے وہ بہت سے آداب سے محروم رہ جاتے ہیں وہ اپنے پاس ملاقات کے لئے آنے والے مہمانوں اور رشتہ داروں کا اچھی طرح استقبال نہیں کرتے اور نہ ان کا کماحقہ اعزاز واکرام کرتے ہیں بچے ان کے لئے دروازہ کھول دیتے رسمی دعاء سلام کر لیتے ہیں پھر مہمان کو چھوڑ کر گیمز یا کارٹون دیکھنے میں مشغول ہوجاتے ہیں، انہیں مہمان کی کوئی فکر نہیں رہتی اور نہ وہ اس جانب توجہ کرتے ہیں، ماں باپ جب انہیں آواز دیتے ہیں اور بلاتے ہیں تو وہ اس پر لبیک کہنے میں پہلے تو لیت ولعل اور ٹال مٹول کرتے ہیں پھر اصرار کے بعد اگر آ بھی جاتے ہیں تو جلد سے جلد چھٹکارا پا کر فرار ہونے اور اپنے کھیل میں لگ جانے کی تدبیریں کرتے ہیں انہیں اردگرد کے لوگوں اور مہمانوں کی قطعی کوئی فکر یا پرواہ نہیں ہوتی ہے والدین بسا اوقات ان کی ان دلچسپیوں اور مشاہدوں کو ان کی راحت وآرام کا سامان، پارکوں وتفریح گاہوں کی سیر کرانے کا متبادل سمجھتے ہیں اور وہ اس کو اپنے حق میں بہتر سمجھتے ہیں کیونکہ والدین تو خود تھکے ہوتے یا ان کی کوئی اور مشغولیت ہوتی ہے اس لئے انہیں پارکوں میں لیجا کر خود تھکنا نہیں چاہتے ہیں جب کہ اور بھی بہت سی دلچسپی اور تفریح کے کام موجود ہیں جو مفید بھی ہیں اور معلوماتی؟ بھی، جیسے ڈرائنگ، رنگ بھرنا اور طرح طرح کی ورزشیں، یا سوال وجواب اور تعلیمی امور سے متعلق کھیل و پروگرام، ضرورت بچوں کی صحیح تربیت کرنے صحیح رہنمائی کے ذریعہ ہم اپنے اسلامی رسم ورواج اور اقدار واخلاق کی حفاظت کرسکتے اور انہیں آداب زندگی سے آراستہ کرسکتے ہیں۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اچھی صحبت اختیار کرنے کی تاکید کی اور بری صحبت سے: بچنے کی تلقین کی ہے بری صحبت ایک تو انسان کی شکل میں ہوتا ہے کہ انسان کسی برے شخص اور آوارہ وبدقماش لوگوں کو اپنا دوست بنالے اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا شروع کردے، ٹیلیویژن اور انٹرنیٹ بھی اچھی صحبت یا بری صحبت ہے اس میں اگر قرآن دعوت وتبلیغ اور دینی پروگرام آرہا ہو اور بیٹھ کر اگر ہم اس کا مشاہدہ کریں اور اس کے بیانات سنیں تو یہ اچھی صحبت ہے اور اگر اس میں بے حیائی بددینی مفسد اخلاق وایمان اور بدعقیدگی پر بنی کارٹون گیمز یا پروگرام دیکھیں تو یہ بری صحبت ہے۔ حضرب عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے کسی قوم یا جماعت کو چاہا ان سے محبت کی مگر ان میں شامل نہیں ہوسکا؟ تو آپ نے فرمایا: المرأ مع من احب انسان اس کے ساتھ ہے جسے وہ چاہتا اور پسند کرتا ہے (بخاری، کتاب الادب، باب علامہ الحب فی اللہ، حدیث نمبر: ۹٦١٦)۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھے اور برے ہم نشینوں کی مثال مشک کے حامل اور بھٹی میں پھونک مارنے والے کی سی مشک والا یا تو مفت میں تمہیں خوشبو دے گا یا تم اس سے خوشبو خریدو گے یا کم از کم تم ان سے اچھی ہی خوشبو پاؤ گے اور بھٹی میں پھونک مارنے والا یا تو تیرا کپڑا جلا دے گا یا تم اس سے بدبو ہی پاؤ گئے''۔ (بخاری) اسی طرح حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے تو تم میں سے ہر کسی کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے۔

آج کے اس فتنہ وفساد کے زمانہ میں یہ تو ممکن نہیں کہ بچوں کو یکسر ٹیلیویژن یا کمپیوٹر کے سامنے بیٹھنے سے منع کر دیا جائے کہ یہ وسائل بھی اب ضروریات زندگی میں داخل ہوچکے ہیں، اور اس کے جہاں نقصانات ہیں فوائد بھی ہیں۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ والدین اپنے بچوں کی صحیح رہنمائی کریں انہیں بری صحبت سے بچائیں اور اچھی صحبت اختیار کرنے کی تلقین کریں، انہیں مخرب اخلاق، مفسد ایمان اور لایعنی وفضول پروگراموں میں وقت ضائع کرنے سے بچائیں اور اس کے متبادل کے طور پر معلوماتی ودینی پروگرام کی طرف انہیں متوجہ کریں، تاکہ ان کی نہ عاقبت خراب ہو نہ دنیا کا خسارہ ہو نہ صحت وحافظہ اور بینائی برباد ہو نہ سستی و کاہلی ان کی سرگرمیوں کو بجھا کر انہیں بے عمل بنادے۔

اسلام دین ودنیا کا جامع

دنیا میں جس چیز نے سب سے زیادہ گمراہی پھیلائی وہ دین اور دنیا کا فرق ہے، دین کا کام الگ کیا گیا اور دنیا کا کام الگ، خدا کا حکم الگ ٹھہرایا گیا، اور قیصر کا حکم الگ، دنیا کے حصول کا الگ راستہ بتایا گیا اور دین کے حصول کا الگ، نونہالان اسلام! یہ سب سے بڑی غلطی تھی جو دنیا میں پھیلی تھی، اس غلطی کا پردہ پیغام محمدی کی نور افگن شعاعوں نے چاک کردیا، اس نے بتایا کہ اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ اس دنیا کے کاموں کو خدا کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق انجام دینا دین ہے، یعنی خدا کے اصول کے مطابق دنیا داری ہی دین داری ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ ذکر وفکر، گوشہ نشینی عزلت گیری، کسی غار اور پہاڑ کے کھوہ میں بیٹھ کر خدا کو یاد کرنا دین داری ہے، اور دوست واحباب آل واولاد، ماں باپ، قوم وملک اور خود اپنی آپ مدد، فکر معاش اور پرورش اولاد دنیاداری ہے، اسلام نے اس غلطی کو مٹایا، اور بتایا کہ خدا کے حکم کے مطابق ان حقوق اور فرائض کو بخوبی ادا کرنا بھی دینداری ہے۔ (علامہ سید سلیمان ندوی)

Scanned with CamScanner

محبت کی دکان میں نفرت.. ؟

عارف شجر، حیدرآباد(تلنگانہ)

ہمارا یہ ملک ایک طرح سے محبت کی دکان ہے/ جہاں ہر اقسام کے پھول کھلتے ہیں جہاں اسے محبت سے دیکھے جاتے ہیں نہ اسے توڑے جاتے ہیں اور نہ ہی مسلے جاتے ہیں بلکہ انہیں صرف پیار اور محبت کی ضرورت ہوتی ہے جو اس دکان کی خوبصورتی، مضبوطی اور اتحاد ہے جسے پوری دنیا میں ایک مثال قائم کرتی ہے لیکن افسوس کہ ملک میں جس طرح سے ان دنوں نفرت کی ہوا بہہ رہی ہے یا ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت بہائی جارہی ہے اس سے محبت کی دکان کو ایک بڑے خسارے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ مجھے یہ بات کہہ لینے دیجئے کہ ملک کی آزادی کے بعد سے ہی مسلمانوں کے خلاف سازشیں رچی جارہی ہیں مسلمانوں کو ذہنی زودکوب کیا جارہا ہے۔ ہر ہفتے اور ہر مہینے کہیں نہ کہیں ملک کے کسی کونے میں مسلمانوں کو مالی اور جانی نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے اور یہ سب کانگریس کے دور حکومت میں ہوتا رہا ہے جسے کہنے میں کوئی گریز نہیں لیکن 2014 کے بعد سے جس طرح سے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ایک خاص طبقہ یعنی مسلمانوں کے خلاف ملک میں نفرت کی ہوا بہائی گئی اور بدستور بہائی جارہی ہے وہ ملک کی سالمیت کے لئے نقصان دہ ہی کہی جائے گی۔ مودی حکومت کے ان دس سالوں کے دوران زعفرانی تنظیموں کے حوصلوں میں بے انتہا اضافہ ہوا جس کا نقصان صرف اور صرف مسلمانوں کو اٹھانا پڑ رہا ہے۔ مودی حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ سیاسی، سماجی، مذہبی اور تعلیمی میدان میں جس طرح تفریق پیدا کر کے دونمبر کا شہری بنانے کی کوشش کی جارہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اور اس میں بی جے پی حکومت والی ریاستوں کے سی ایم بھی پیش پیش ہیں انکا زعفرانی تنظیموں کو بھرپور تعاون مل رہا ہے۔ اس سچائی سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مودی حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ ظلم و بربریت کا جو ننگا ناچ کھیلا جارہا ہے اسے کہیں سے بھی جائز نہیں ٹھہرایا جا سکتا وہ یقیناً مذمت کے قابل ہے۔ ہر دن کہیں نہ کہیں مساجد اور مقبرے پر زعفرانی تنظیموں اور بلوائیوں کے ذریعہ حملے کئے جارہے ہیں۔ کہیں گئو رکشکوں کے ذریعہ مسلمانوں پر جھوٹے الزامات لگا کر انہیں ہجومی تشدد کا نشانہ بنا کر سرعام قتل کیا جارہا ہے تو کہیں حجاب اور نقاب پر پابندی لگا کر مسلم بچیوں کو پڑھائی سے روکا جارہا ہے انہیں ذہنی زودکوب بھی کیا جارہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے وقف املاک کو ان سے چھیننے کی ایک منصوبہ بند سازش ہورہی ہے، تو کسی ریاست میں نکاح کے رجسٹریشن پر پابندی لگائی جارہی ہے اور نماز کے دو گھنٹے کے وقفے پر قدغن بھی لگایا جارہا ہے۔ مسلمان اب کیا کھائیں گے اور کیسے رہیں گے اس پر بھی مودی حکومت کی کابینہ میں ایک بل پاس کرانے کا منصوبہ اندر ہی اندر بنایا جارہا ہے یعنی پوری طرح سے ملک کے آئین کو بلائے طاق رکھ کر نریندر مودی ملک میں حکومت چلا رہے ہیں۔ آئین کے خلاف مسلمانوں کے کئی گھروں کو بلڈوز کرنے کا معاملہ بھی سامنے آیا ہے جسکا نوٹس سپریم کورٹ نے لیا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کا مودی حکومت میں ایک طرح سے سیاسی بائیکاٹ کر دیا گیا ہے۔ مودی حکومت میں ایک بھی مسلم نہ وزیر ہیں اور نہ ہی ایم پی مسلمانوں کو پوری طرح سے سائڈ لائن کر کے انکی سیاسی قوت کو کمزور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

مجھے یہ بات کہہ لینے دیجئے کہ کانگریس نے بھی مسلمانوں کے ساتھ کوئی بہتر سلوک نہیں کیا۔ انہوں نے بھی مسلمانوں کے معاشی حالات کو کمزور کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی انکے دور میں جتنے ملک میں فسادات ہوئے وہ تاریخ کے اوراق میں درج ہیں یہ کہنے اور بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک بار پھر کانگریس کی حکومت والی ریاستوں میں فرقہ وارانہ فسادات نے اپنی پرانی شکل اختیار کر لی ہے ایک بار پھر مساجد پر حملے ہو رہے ہیں اور انہیں بلڈوز کرنے کی بات کی جارہی ہے۔ تلنگانہ کے آصف آباد ضلع کا جینور منڈل اور اور ہماچل پردیش کے شملہ کی مثال دی جاسکتی ہے جہاں دونوں ریاستوں میں کانگریس کی حکومت ہے جہاں مسلمان اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھ رہے ہیں انکے عبادت گاہوں پر حملے اور گھروں اور دکانوں کو نذر آتش کیا جارہا ہے اور حکومت ہے کہ صرف رسم ادائیگی کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ تلنگانہ کے آصف آباد میں جو ہوا اس سے سی ایم ریونت ریڈی کی حکومت پر کئی سوالات اٹھ رہے ہیں۔ اچانک 2000 کا ہجوم کیسے مسلمانوں کے املاک پر حملہ بول کر انکے دکانوں اور مکانوں کو نذر آتش کر دیتے ہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ یہ بلوائی جب مسلمانوں کے املاک کو نذر آتش کر رہے تھے اور مسجد کو نقصان پہنچا رہے تھے قانون نافذ کرنے والے مقامی اہلکار کا کہیں بھی پتہ نہیں تھا کسی کو بھی پولیس اہلکار نظر نہیں آئے اور بلوائی بے خوف ہو کر کئی گھنٹے تک دکانوں اور املاک کو نذر آتش کرنے کا کھیل کھیلتے رہے۔ آٹو رکشہ ڈرائیور کا قبائلی خاتون کے ساتھ جنسی زیادتی کسی بھی طرح معافی کے قابل نہیں لیکن جس طرح سے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت تشدد برپا کر کے دکانوں کو جلایا گیا اور مسجد کو نقصان پہنچایا گیا، کیا ریونت ریڈی کے پولیس اہلکاروں کو اس بات کی ذرا بھی بھنک نہیں لگی کہ ایک ہجوم جینور منڈل پر حملہ کرنے والا ہے؟ یہ بات بالکل گلے سے نہیں اترتی کہ انہیں اس بات کا علم نہ ہوا ابھی تک سی ایم ریونت ریڈی نے اس معاملے میں کتنے پولیس اہلکاروں کو سسپنڈ کیا ہے یا پھر کتنے بلوائیوں کی گرفتاری ہوئی ہے؟ اس کا خلاصہ ہونا شاید ابھی باقی ہے۔

دوسری طرف ہماچل پردیش ہے جہاں کانگریس کی حکومت ہے وہاں ایک مسجد کو مسمار کرنے کی سازش چل رہی ہے جس کے خلاف نعرے بازی اور مظاہرے کئے جارہے ہیں۔ شملہ کی سنجولی مسجد کے باہر بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوئے اور مسجد کی مبینہ غیر قانونی تعمیر کیخلاف احتجاج کیا۔ مظاہرین میں مقامی باشندے، بی جے پی کارکنان اور ہندو تنظیموں کے ارکان شامل تھے۔ مظاہرین ہاتھوں میں ترنگا پکڑے غیر قانونی تعمیرات کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ مظاہرین میں سے ایکانکش چوہان جو بی جے پی کے کارکن ہے اس نے مسجد کو منہدم کرنے کا مطالبہ کیا۔ اصل میں سنجولی مسجد تنازعہ لڑائی سے شروع ہوا۔ ملیانہ علاقے میں وکرم سنگھ نامی 37 سالہ شخص کو کل چھ لوگوں نے پیٹا تھا۔ وکرم نے اس حملہ کے سلسلے میں مقدمہ درج کرایا تھا۔ حملہ کے بعد الزام لگایا گیا کہ ملزم جرم کے بعد مسجد میں چھپ گیا ہے۔ جس کے بعد ہندو تنظیموں نے سنجولی مسجد کے خلاف مظاہرہ کیا اور مسجد کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے اسے منہدم کرنے کا مطالبہ کیا۔

کچھ ہی دیر میں یہ معاملہ مزید بڑھ گیا۔ دوسری جانب پولیس نے چھ ملزمان گلنواز (32 سال)، سارق (20 سال) سیف علی (23 سال)، روہت (23 سال) اور دو نابالغوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے انہیں حراست میں لے لیا۔ بعد ازاں نابالغوں کو ان کے اہل خانہ کے حوالے کر دیا گیا۔ سنجولی مسجد تنازعہ پر ہنگامہ اتنا بڑھ گیا کہ ایوان میں بھی اس کی آواز گونجنے لگی۔ حیرت کی بات تو تب ہوئی جب کانگریس کے ہی ایک کابینہ وزیر انیرودھ سنگھ نے ایوان میں کہا کہ سنجولی مسجد کے خلاف احتجاج بالکل درست تھا۔ مسجد سرکاری اراضی پر بنائی گئی ہے اور اس کے حوالے سے عدالت میں کیس چل رہا ہے۔ انہوں نے اس معاملے میں کہا کہ باہر سے آنے والے لوگ یہاں کے ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ بنگلہ دیش سے بھی بہت سے لوگ وہاں آئے ہیں۔ کابینہ کے وزیر نے غیر قانونی مسجد کو گرانے کی بھی بات کی۔ اب آپ کانگریس کے ایک وزیر کی اس بات سے سمجھ گئے ہوں گے محبت کی دکان میں کانگریس والے خود نفرت پیدا کر رہے ہیں۔ وہیں کرناٹک کی کانگریس حکومت ایک ایسے ٹیچر کو یوم اساتذہ کے موقع پر ایوارڈ دینے جارہی تھی جنہوں نے برقعہ پہننے والی بچیوں کے لئے اسکول کا گیٹ بند کر دیا تھا۔ کرناٹک میں اڈوپی ضلع کا گورنمنٹ پی یو کالج جہاں سے حجاب تنازعہ نے زور پکڑا تھا۔ وہاں سابقہ بی جے پی حکومت کے وقت پیدا حجاب تنازعہ میں شامل پی یو کالج کے پرنسپل کا 'ٹیچرس ڈے ایوارڈ' ملتوی کر دیا گیا ہے پرنسپل کا نام بی جی رام کرشن ہے جن کی ویڈیو 2022 میں حجاب تنازعہ کے دوران سوشل میڈیا پر خوب وائرل ہوئی تھی۔ اس ویڈیو میں وہ با حجاب طالبات کو کالج گیٹ سے اندر داخل نہیں ہونے دے رہے تھے۔ جب کچھ اسٹوڈنٹوں نے پرنسل کے ایوارڈ دینے پر احتجاج کیا تو کرناٹک حکومت کے وزیر تعلیم نیند سے بیدار ہوئے اور ایوارڈ کو روکے جانے سے متعلق میڈیا کے سامنے آ کر صفائی دی اور کہا ہے کہ ایوارڈ دیا جائے گا یا نہیں اس کا فیصلہ جانچ کے بعد ہوگا۔ ریاستی وزیر برائے پرائمری و مڈل ایجوکیشن مدھو بنگر پا نے کہا کہ ایک ضلع کمیٹی اس ایوارڈ کے لیے درخواست دینے والے لوگوں کی فہرست میں سے ایک خاص نام کا انتخاب کرتی ہے۔ کمیٹی نے حجاب تنازعہ کو نظر انداز کر دیا اور جب انھیں چہار شنبہ کو اس معاملے کے بارے میں پتہ چلا تو ایوارڈ کو روکنے کا فیصلہ کیا۔ وزیر تعلیم نے مزید کہا کہ تفصیلی جانکاری اور وضاحت کے بعد اَپڈیٹ جاری کیا جائے گا۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ کرناٹک حکومت کو یہ کیسے پتہ نہیں تھا کہ یہ پرنسپل متنازع ہے یہ ایوارڈ کے قابل نہیں ہے۔ وہ تو بھلا ہو کچھ طالب علموں کا جنہوں نے پرنسپل کے کارناموں کو بے نقاب کیا ورنہ کانگریس حکومت تو انہیں ایوارڈ دے ہی چکی ہوتی۔

بہر حال! کل ملا کر کہا یہ جائے کہ کانگریس اور بی جے پی دونوں بڑی سیاسی پارٹیاں ان دنوں مسلمانوں کے حق میں نہیں ہیں دونوں اس مقابلے میں لگی ہیں کہ کون سب سے بڑا ہندتوا کا جھنڈا بردار ہے کون سب سے زیادہ ہندوؤں کو خوش رکھ سکتا ہے دونوں سیاسی پارٹیاں ہندو ووٹ کی سیاست چل رہی ہیں اور ان دونوں کی تخریبی سیاست میں مسلمانوں کا بڑا نقصان ہورہا ہے چاہے وہ سیاسی ہو، سماجی، تعلیمی یا پھر معاشی۔ بہر کیف اب کوئی ابابیل کا لشکر نہیں آئے گا اب مسلمانوں کو خود کوئی مثبت راہ نکالنی ہوگی۔

بقیہ : مدارس اور اقلیتی ادارے آرٹیکل.........

اوران کے ذمہ داروں کو نوٹس جاری کی جارہی ہے، یہ آرٹیکل 30/ میں دیئے گئے حقوق کے خلاف ہے، اس لئے اس سلسلہ میں مضبوط لائحہ عمل طے کرنے کی ضرورت ہے۔ موجودہ وقت میں ہمارا لائحہ عمل یہ ہو کہ ہم نہ ڈریں اور نہ خوف میں آئیں، بلکہ اپنے مسائل کے حل کے لئے ملک کے آئین سے مدد لیں، اور حوصلہ سے کام کریں، ہمارے ملک میں دو قسم کے مدارس چل رہے ہیں، ایک آزاد مدارس ہیں، جن کو مسلم اقلیت کے لوگوں نے قائم کیا ہے اور ان کو وہ اپنے اخراجات سے چلا رہے ہیں، حکومت سے کوئی مراعات نہیں لیتے ہیں، دوسرے وہ مدارس ہیں، جو بورڈ سے ملحق ہیں اور حکومت سے مراعات لیتے ہیں، دونوں قسم کے مدارس آرٹیکل 30/ کے زمرہ میں آتے ہیں، البتہ ماہرین قانون کے مطابق دونوں میں کچھ فرق ہے، وہ یہ کہ آزاد مدارس جو حکومت سے کوئی مراعات نہیں لیتے ہیں، ایسے مدارس میں حکومت کسی بھی طرح مداخلت نہیں کرسکتی ہے، ایسے مدارس کو کسی بھی اتھارٹی سے منظور کرانا بھی ضروری نہیں ہے، چائلڈ ویلفیر یا کسی بھی دوسرے قانون کا بہانہ بنا کر اس کے خلاف کاروائی نہیں کی جاسکتی ہے، چونکہ ایسے مدارس ملک کے آئین کے آرٹیکل 30/ کے زمرہ میں آتے ہیں، اس لئے ان کو کسی منظوری لازمی نہیں ہے، رہی مدارس ملحقہ کی بات تو اس میں بھی حکومت کی جانب سے ایسا قانون نہیں بنایا جاسکتا ہے، جو اقلیتی کردار کے خلاف ہو مدارس کے اقلیتی کردار کے خلاف کسی بھی دخل اندازی کے لئے ہمارے پاس دو راستے ہیں: (1) حکومت اور ان کے ذمہ داروں سے ملاقات: حکومت کی جانب سے مدارس میں کسی بھی سطح سے مداخلت کی بات سامنے آئے، تو ہمارا فریضہ ہے کہ ہم حکومت کے ذمہ داروں سے ملاقات کریں، بار بار ملیں، ان کو صورت حال کی اطلاع دیں، حقائق پر مشتمل میمورنڈم دیں، مختلف سطح پر ملاقات اور میمورنڈم دیا جائے، دباؤ بنانے کے لئے پنچایت سطح سے اعلی سطح تک میمورنڈم مہم چلایا جائے، ملک کے آئین کے دائرے میں کام کیا جائے، امن و شانتی کے ساتھ وفد بلاک آفس جائے اور وہاں کے ذمہ داروں کو میمورنڈم حوالہ کرے، ہر بلاک میں یہ کام ایک دن ہو، پھر ضلع میں میمورنڈم مہم چلایا جائے، امن و شانتی کے ساتھ وفد ضلع مجسٹریٹ کے آفس جائے اور میمورنڈم حوالہ کرے۔ (2) اگر حکومت کی سطح پر گفتگو نا کام ہو جائے، تو پھر کورٹ کا سہارا لیا جائے، مضبوط اور ماہر وکلاء کو کیس کی پیروی کے لئے رکھا جائے، ہر مدارس کے لوگ اس میں حصہ لیں، ایک دوسرے کے بھروسے پر نہ رہیں، ملی تنظیموں کو مضبوط کریں، اور آپسی اتحاد بنا کر مقابلہ کریں، جب نیت خراب ہوتی ہے تو پھر اچھے اور خراب کی بات نہیں رہتی ہے، سبھی اس کے زد میں آتے ہیں، اس لئے موجودہ وقت میں نشانہ مدارس ہیں، نہ بڑے کا معاملہ ہے اور نہ چھوٹے کا، نہ رجسٹرڈ کا معاملہ ہے اور نہ غیر رجسٹرڈ کا، بلکہ مدارس نشانے پر ہیں، اس کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے، یہ دونوں طریقے ہر ان مواقع پر استعمال کئے جاسکتے ہیں، جہاں ہماری حق تلفی ہورہی ہو، کہا جاتا ہے کہ جمہوریت میں حق مانگنے سے نہیں ملتا ہے، بلکہ اس کو چھیننا پڑتا ہے، اور چھیننے کے لئے جدو جہد ضروری ہے، اس لئے ہمیں متحد ہو کر کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

ویسے مقابلہ کے لئے ضروری ہے کہ ہم خود اپنے طور پر مضبوط ہوں، ہمارے ادارے معیاری ہوں، تعلیم کا انتظام بہتر ہو، حساب و کتاب درست ہو، غرض ہر اعتبار سے اچھے ہوں، ہم سبھی کی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے مدارس کے نظام کو چاق و چوبند بنائیں، اور بہتر سے بہتر بنائیں، اللہ تعالیٰ مدارس کی حفاظت فرمائے، جزاکم اللہ خیرا

Scanned with CamScanner

پُرسکون زندگی گزارنے کے بنیادی شرائط

آصف تنویر تیمی

ہرانسان ذہنی اور جسمانی طور پر سکون واطمینان کا خواہاں ہوتا ہے۔ بہت دیر تک وہ غم واندوہ کے سائے تلے زندگی نہیں گزار سکتا۔ ذہنی امراض میں مبتلا شخص ہر قیمت پر اپنی روح کو آرام پہنچانا چاہتا ہے۔ اس کے لئے وہ لاکھوں خرچ کرنے کو بھی تیار ہوتا ہے۔ ذہنی امراض کی تشخیص سے متعلق لاکھوں ڈاکٹرس موجود ہیں۔ جو سالوں ایسے مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ بیمار کبھی شفایاب ہوجاتا ہے اور کبھی اس کی موت واقع ہوجاتی ہے۔ علاج کے نام پر ایک طرح کی لوٹ کھسوٹ ہوتی ہے۔ غم کا مارا انسان ڈاکٹر اور حکیم کے ہر نخرے برداشت کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ بیماروں میں مسلمان بھی ہوتے ہیں اور غیر مسلمان بھی۔ اس سے انکار نہیں کہ ذہنی مرض کا علاج دنیاوی طب میں بھی ہے، اور آدمی کو بہتر سے بہتر معالج سے رابطہ کرکے اپنا علاج کرانا چاہئے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ذہنی تناؤ اور پریشانی کے ازالے کا جو نسخہ کتاب وسنت میں بتلایا ہے وہ سب پر فائق اور آزمودہ ہے، اس کا کوئی متبادل نہیں، بشرطیہ آدمی کا اللہ پر اعتماد کامل ہے۔ مشہور صحابی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: ''خوشی ایک احساس ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نیکوکار بندوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اگرچہ وہ دنیاوی لحاظ سے تنگی میں ہو''۔ اس وقت دنیا میں ستر فیصد لوگ ذہنی بیمار ہیں۔ اس بیماری کی بڑی وجہ دنیا کے حالات ہیں۔ دنیا سے امن وامان محبت وبھائی چارہ ختم ہورہا ہے، مال ودولت کی لالچ بڑھ رہی ہے، گھر سے لے کر باہر تک کرپشن کا بول بالا ہے، انسانیت پر حیوانیت غالب آرہی ہے، جس کی وجہ سے ذہنی اور نفسانی بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔ غیر مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا اور اسباب دنیا سے ذہنی راحت ملتی ہے، جبکہ یہ سمجھ سرے سے غلط اور تجربے کے خلاف ہے۔ محض پیسوں، مناصب اور بہتر وسائل زندگی سے سکون واطمینان میسر آتا تو سیکڑوں کی تعداد میں ہر سال مالدار اور اعلیٰ عہدوں پر فائز لوگ خودکشی نہ کرتے۔ کبھی کوئی سائنس داں، کوئی انجینئر، کوئی استاد، کوئی طالب علم، کوئی بہتر کھاتا پیتا شخص گھریلو، تجارتی، اور اپنی نوکری اور تنخواہ میں کمی سے پریشان ہوکر اپنی گردن میں پھانسی کا پھندا ڈال لیتا ہے۔ کوئی شہر سے دور کسی تالاب، نہر، ندی یا سمندر میں ڈوب کر اپنی جان دیتا ہے۔ آئے دن اخبارات میں اس قسم کی خبریں چھپتی رہتی ہیں۔

(۱) اگر کوئی پرُسکون زندگی گزارنا چاہتا ہے تو اس کے لئے بنیادی شرط ہے کہ وہ ایمان کے تقاضے کو پورا کرے۔ ایمان کا اصل تقاضہ عمل صالح ہے۔ آج بیشتر مسلمان ایسے ہیں جن کا اعمال سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں طرح کی عبادتوں سے ان کی زندگی یکسر خالی نظر آتی ہے۔ قرآن کریم کی سورہ ''النحل: ۹۷'' میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی گارنٹی لی ہے کہ ''اگر کوئی مسلمان مرد وعورت نیک عمل انجام دیتا ہے تو اس کو بہترین زندگی نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں بھی اس کے عمل کا اس کے گمان سے زیادہ بدلہ ملے گا''۔ اس لئے جو شخص دنیا کی خوشی اور سعادت مندی کا خواہاں ہو اسے سب سے پہلے اپنی زندگی میں نیکی کو لانا چاہئے۔ بلا عمل صالح کے دل کا سرور پایا نہیں جاسکتا ہے۔ بے چین وہی ہوتے ہیں جو اللہ سے دور ہوتے ہیں، اللہ کے قریب رہنے والوں کا دل ہمیشہ تروتازہ رہتا ہے۔

(۲) دوسری چیز جس سے آپ کی غمی خوشی میں تبدیل ہوسکتی ہے۔ آپ بہت ساری تکلیفوں سے چھٹکارا حاصل کرسکتے ہیں۔ تجارت کے ڈوب جانے کا غم ہلکا ہوسکتا ہے۔ جوان بیٹے کی موت پر صبر ہوسکتا ہے۔ مال واسباب کے تلف ہوجانے کی تکلیف قابل برداشت ہوسکتی ہے وہ عظیم نسخہ تقدیر پر ایمان لانا ہے۔ یہ ایسا مجرب نسخہ ہے کہ آدمی کو ڈپریشن سے باہر لانے میں کلیدی رول ادا کرتا ہے۔ آدمی پھر سے اپنے آپ کو اسٹیبلشڈ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تقدیر پر ایمان لانے سے آدمی نفسیاتی راحت وسکون محسوس کرتا ہے۔ اجڑا چمن پھر سے آباد ہوجاتا ہے۔ تقدیر پر ایمان لانا ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک رکن بھی ہے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم اللہ کی راہ میں احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرڈالو لیکن تقدیر پر ایمان نہ لاؤ تو اللہ تعالیٰ اس سونے کو قبول نہیں کرے گا۔ اور جان لو کہ جو تکالیف تمہیں لاحق ہوئی ہیں ان سے تم بچ نہیں سکتے تھے۔ اور جن تکلیفوں سے تم بچ گئے ہو وہ تمہیں لاحق ہونے والی نہیں تھیں''۔ (ابوداود) خودکشی کرنے والوں کا اگر سروے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جو تقدیر کی اچھائی یا برائی پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ہم دل سے مان لیں کہ ہمیں جو پریشانیاں پہنچی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے تو پھر ہمارا غم ہلکا ہوجائے گا۔ ہم اپنی جان کو ہلاک نہیں کریں گے۔

(۳) زندگی کو پُرکیف بنانے کا تیسرا نسخہ یہ ہے کہ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر میں لگے رہیں۔ مسنون دعاؤں کا کثرت سے ورد کریں۔ انسان پر دعاؤں کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ دعا کے بے شمار فائدے ہیں۔ مشہور عالم دین امام ابن القیم جوزیہ نے دعا کے سو (۱۰۰) سے فوائد بتلائے ہیں۔ ان میں سے ایک فائدہ یہ بھی کہ دعا سے حزن وملال دور ہوجاتا ہے۔ فرحت وانبساط کی باد بہاری چلتی ہے۔ قرآن کریم کی سورت الرعد (۲۸) میں اللہ نے فرمایا: ''اہل ایمان کے دل کو ذکر سے اطمینان نصیب ہوتا ہے، کیا ذکر الٰہی سے دلوں کو راحت نہیں ملتی ہے''۔

(۴) قناعت پسندی بھی انسان کو سکون واطمینان پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مال ودولت جاہ ومنصب کا جو حصہ آپ کو عطا کیا ہے آپ اس پر راضی ہوجائیں، اس سے اپنی ضروریات کی تکمیل کرلیں، حرص ولالچ سے دور رہیں، اسی کو قناعت کہتے ہیں۔ قناعت پسندی کی صفت ہر ایک کو نہیں ملتی ہے۔ جس کو مل گئی سمجھو کہ وہ شخص خوش نصیب ہے۔ دنیا کی بہت ساری تکالیف سے نکلنے کا اس کو ہنر معلوم ہوگیا۔ قرض کے بوجھ سے بھی وہ بچ جاتا ہے۔ انسان کے قرض کی اس کو ضرورت ہوتی ہے نہ سرکار کے قرض کی۔ جیل کی کالی کوٹھری اور لوگوں کی گالیاں اسے سننی نہیں پڑتی ہیں۔ معمولی آمدنی پر اپنا گزر بسر کرتا اور خوش وخرم رہتا ہے۔

(۵) ہر شخص کو یہ سمجھنا چاہئے کہ دنیاوی زندگی آلام ومصائب سے عبارت ہے۔ دنیا کے حزن وملال سے مکمل طور سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ مختلف انسانی حالات کے پیش نظر خوشی وغم کے موسم آتے رہتے ہیں۔ ابدی خوشی آخرت میں نصیب ہوگی۔ قرآن کریم کی سورت البلد (۴) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یقیناً ہم نے انسان کو (بڑی) مشقت میں پیدا کیا ہے''۔ یعنی اس کی زندگی محنت ومشقت اور شدائد سے معمور ہے۔ اس لئے پریشانی آئے گی اور اس پر صبر کرنا ایمان کی علامت ہے۔ مشہور فقیہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ مومن کو راحت کب نصیب ہوگا تو آپ نے کہا: ''جب مومن جنت میں پہلا قدم رکھے گا تو اسے سکون قلب حاصل ہوگا''۔ اور حدیث کے مطابق دنیا مومن کے لئے سراپا قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت۔ امید ہے کہ پریشان حال مسلمان اسلامی نقطہ نظر کے مطابق اپنی خوشی کو تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔ مشکل حالات سے پریشان ہوکر کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائے گا جس سے ان کی جان خطرے میں پڑ جائے۔

اساتذہ کرام ایک صحت مند معاشرہ کے معمار

عارف عزیز

انسانی زندگی میں یوں تو ہر دن کی ایک اہمیت ہے، لیکن معاشرہ میں سال کے جن ایام کو خصوصی درجہ دیا گیا ہے، ان میں ایک ''یوم اساتذہ'' ہے، جو ۵ ستمبر کو ہر سال ملک میں منایا جاتا ہے اور اس موقع پر جلسے ومباحثے منعقد کرکے ایک قابل احترام اور شخصیت ساز پیشہ میں مصروف اساتذہ کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے۔ اساتذہ کو یاد کرنے کا یہ دن ہندوستان کے پہلے نائب صدر اور دوسرے صدر جمہوریہ ڈاکٹر سراوا پلی رادھا کرشنن کے یوم پیدائش پر منایا جاتا ہے جو کہ بنیادی طور پر ایک استاد تھے اور اساتذہ کے معیارِ زندگی کو بہتر بنانے کے لئے کوشاں رہے۔ اساتذہ کے بارے میں ان کا جو نقطہ نظر تھا اس پر ہمارے ملک میں کبھی خاطر خواہ عمل تو نہ ہوا لیکن ان کے یوم پیدائش پر ''یوم اساتذہ'' منانے کی روایت ضرور پڑ گئی ہے۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن جو ایک استاذ کی حیثیت سے ترقی کرکے صدر جمہوریہ کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہوئے تھے۔ خود کو استاد کہلانا پسند کرتے تھے، وہ نہایت منکسر المزاج تھے، ان کا لباس سفید کوٹ، پگڑی اور دھوتی ہوا کرتا تھا، طلباء میں اتنے مقبول تھے کہ یونیورسٹی سے رخصت ہونے پر طلباء ایک گھوڑا گاڑی پھولوں سے سجا کر لائے، اس میں انہیں سوار گھوڑوں کے بجائے اپنے کاندھوں پر کھینچ کر اسٹیشن لے گئے اور نم آنکھوں کے ساتھ رخصت کیا۔

جمہوری ہندوستان میں صدارت کا عہدہ سب سے معزز شمار ہوتا ہے حسن اتفاق سے ڈاکٹر رادھا کرشنن کے بعد صدارت کے لئے دوسرے ماہر تعلیم اور معلم ڈاکٹر ذاکر حسین خاں کا انتخاب عمل میں آیا اور اس کے بعد ایک اور صدر ڈاکٹر شنکر دیال شرما بھی بنیادی طور پر ایک استاد تھے لیکن یہ تصویر کا صرف ایک رخ ہے جو بلاشبہ کافی روشن ہے جبکہ دوسرا پہلو اتنا ہی دھندلا اور قابل غور ہے جو ہمیں بتایا ہے کہ ہندوستان میں اساتذہ کی مادی حالت ضرور بہتر ہوئی ہے ان کے مشاہرات میں بھی اضافہ ہوا اور دوسری سہولتیں بڑھ گئیں ہیں مگر استاد وشاگرد کا جو مستحکم رشتہ تھا، وہ پہلے سے کافی کمزور پڑ گیا ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب استاد کو معمار قوم تصور کیا جاتا تھا اور حاکم وقت بھی اپنے استاد کے احترام میں سر جھکا دیتے تھے، سکندر اعظم کا مشہور واقعہ ہے کہ وہ اپنے استاد ارسطو کے ساتھ سفر کررہا تھا، راہ میں ایک دریا آیا تو دونون میں یہ مشورہ ہوا کہ پہلے پانی میں اتر کر کون اس کی گہرائی کا اندازہ لگائے، سکندر اعظم کی ضد تھی کہ دریا کی گہرائی اسے ناپنے کا موقع دیا جائے، ارسطو نے سکندر کو اس سے باز رکھتے ہوئے کہا کہ میں تمہارا استاد ہوں، تمہیں میری بات ماننا ہوگی، پانی میں پہلے میں اترونگا، سکندر کا برجستہ جواب تھا کہ استاد محترم اس عمل میں آپ کی جان بھی جاسکتی ہے لہذا میں ہرگز نہیں گوارہ کروں گا کہ دنیا آپ جیسے لائق استاد سے محروم ہوجائے کیونکہ سینکڑوں سکندر مل کر بھی ایک ارسطو پیدا نہیں کرسکتے جبکہ ایک ارسطو سینکڑوں کیا ہزاروں سکندر پیدا کرسکتا ہے۔ تمام مذاہب نے بھی استاد کی تعظیم وتکریم پر زور دیا ہے، خاص طور پر اسلامی معاشرہ میں تعلیم دینے والے یا سکھانے والے کی جو قدردانی کی جاتی ہے، کسی اور مذہب میں نہیں ملتی، اسلام نے اللہ کے حقوق کے ساتھ والدین اور استاد کے حقوق واحترام ادا کرنے کی تلقین کی ہے ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معلم یعنی استاد کا مرتبہ کتنا اہم ہے، عام طور پر کسی قانونی بندش کے بغیر اسے تسلیم بھی کیا جاتا ہے لیکن وقت کے ساتھ استاد اپنے فرائض ادا کرنے میں جہاں کوتاہی کے مرتکب ہورہے ہیں شاگردوں میں بھی ان کا پہلے جیسا احترام باقی نہیں رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں اساتذہ کے ساتھ بدسلوکی کے واقعات بڑھتے جارہے ہیں، پانچ چھ سال پہلے مدھیہ پردیش کے اوجین شہر میں طلباء کے ہاتھ کالج کے ایک پروفیسر کا قتل ہوگیا تھا، ایک اسکول کا لڑکا بھی اپنی ٹیچر پر کلاس روم میں حملہ کرکے اس کی جان لے چکا ہے، دوسری طرف ٹیچر پہلے جیسے ذمہ دار اور محنتی نہیں رہے بلکہ بعض استاد وشاگرد کے مقدس رشتے کو پامال کررہے ہیں، ایسے ہی ایک ٹیچر کو 2008ء میں عین ''یوم اساتذہ'' پر سپریم کورٹ نے ۹ برس کی ایک بچی کی آبروریزی کے بعد اسے قتل کرنے پر پھانسی کی سزا سنائی تھی۔ اسی طرح معیارِ تعلیم میں بھی کافی گراوٹ آئی ہے اور رفتہ رفتہ تعلیم تجارت بنتی جارہی ہے، آج کے دن ہونا یہ چاہئے کہ اساتذہ کی حالت بہتر بنانے یا سماج میں انہیں ایک باوقار مقام دلانے کے ساتھ ساتھ معاشرہ میں ان کے کردار پر غور وخوض ہوتا کیونکہ سماج کی تربیت میں جو حصہ ماں ادا کرتی ہے، وہی ایک استاد نبھاتا ہے۔ جو بچہ کل کا شہری بنے گا اسے پہلا سبق اپنے استادوں سے ہی لینا پڑتا ہے اور ان کی نگرانی میں بچہ جوانی کی سیڑھی پر قدم رکھتا ہے، اسے اپنے اساتذہ سے صرف کتابی علم حاصل نہیں ہوتا۔ اخلاق، تہذیب اور ثقافت کا درس بھی ملتا ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ماضی قریب تک استاد اور شاگردوں کا یہ تعلق ایک مقدس رشتہ تصور کیا جاتا تھا لیکن مشینی زندگی نے جہاں دوسرے سماجی تعلقات کو کمزور کیا، وہیں گرو اور چیلے کا رشتہ بھی پہلے جیسا نہیں رہا، رہی سہی کسر ہمارے جمہوری نظام کی ہر سطح میں سیاست کے عمل دخل نے پوری کردی۔ کیونکہ کئی اساتذہ اپنا کارِ منصبی فراموش کرکے پارٹ ٹائم ٹیچر اور فل ٹائم سیاست داں بن گئے ہیں۔ پرائمری یا سیکنڈری اسکولوں میں تو پھر استاد پڑھنے پڑھانے پر توجہ دیتے ہیں لیکن کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تو ان کی ساری توجہ عہدوں اور سیاسی مواقع کے حصول میں صرف ہوجاتی ہے۔

سوال صرف پرائمری، سیکنڈری یا کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم کا نہیں، زوال ہر سطح پر ہوا ہے بلکہ یونیورسٹی اور کالج کی سطح پر تو بعض ریاستوں بشمول مدھیہ پردیش میں صورت حال پہلے سے کچھ سدھری ہے، وقت پر امتحانات ہورہے ہیں اور نتائج نکل رہے ہیں ایک طے شدہ تعلیمی کلینڈر کے مطابق پڑھائی بھی ہورہی ہے لیکن اصلاح کا یہ عمل نچلی سطح تک اسی وقت پھیلے گا جب حکومت کے ساتھ ساتھ اساتذہ بھی اپنی ذمہ داری محسوس کریں گے۔

Scanned with CamScanner

صدر جمہوریہ کی مایوسی

ڈاکٹر مظفر حسین غزالی

صدر جمہوریہ دروپدی مرمو نے ایک خبر رساں ایجنسی کو دیئے گئے انٹرویو میں خواتین کے خلاف بڑھتے مظالم پر اپنے خوف اور مایوسی کا اظہار کیا۔انہوں نے کہا" بیٹیوں کے خلاف ظلم برداشت نہیں، بس اب بہت ہوا"۔ان کا یہ بیان صاف طور پر مودی حکومت کی ناکامی کو ظاہر کر رہا ہے۔'بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ' جیسی باتیں کرنے والی حکومت کی حکمرانی کا سچ کیا یہ ہے کہ بھارت اتنا غیر محفوظ ملک بن چکا ہے جہاں صدر جمہوریہ کو بھی ڈر لگنے لگا ہے، انہیں مایوسی ہونے لگی ہے۔سوال یہ ہے کہ اگر صدر مملکت اپنے خوف کا اظہار اس طرح کریں گی تو عام خواتین اور لڑکیاں کہاں جائیں گی۔ان کے والدین اور اہل خانہ کس سے اپنی بپتا کا اظہار کریں گے۔

قابل احترام صدر جمہوریہ کاش آپ نے کبھی مسلمانوں، دلتوں، آدی واسیوں، کسانوں پر ہو رہی زیادتی اور اپوزیشن کے ساتھ روا امتیازی سلوک، یکطرفہ بلڈوزر کی کاروائی، ماب لنچنگ، ای ڈی، سی بی آئی، انکم ٹیکس کی کاروائی اور منی پور میں قریب ایک سال سے چل رہی بدامنی کی طرف توجہ دی ہوتی۔لکھنو میں اکبر نگر کے نام کی بستی کو ایک جھٹکے میں اجاڑ دیا گیا۔یہاں 1972 سے لوگ رہ رہے تھے، بجلی، پانی اور مکان کا ٹیکس ادا کر رہے تھے۔وہاں لکھنو ڈولپمنٹ اتھارٹی کی دکانیں بھی تھیں۔ہلدوانی اور نوح میں عدالت کی مداخلت کے بعد بلڈوزر پر لگام لگی۔اجین میں مذہبی جلوس پر بچوں کے تھوکنے کا الزام لگا کر پچاس سال پرانے مکان پر بلڈوزر چلا دیا گیا۔جبکہ عدالت میں یہ الزام غلط ثابت ہوا۔ حال ہی میں مدھیہ پردیش کے چھتر پور میں کانگریس کے مقامی لیڈر حاجی شہزاد علی اور ان کے ساتھیوں کے گھروں پر بلڈوزر چلا دیا گیا۔شہزاد علی کے عالیشان مکان کو منہدم کرنے کے ساتھ ہی گھر کے باہر کھڑی قیمتی گاڑیوں کو بھی کباڑ میں تبدیل کر دیا گیا۔الزام لگایا گیا کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر پولیس اسٹیشن پر حملہ کرکے پولس اہلکاروں کو زخمی کر دیا تھا۔حالانکہ ناسک کے رام گری نام کے سادھو کے خلاف بڑی بھیڑ ایف آئی آر لکھانے پولس اسٹیشن گئی تھی۔جس میں شہزاد علی بھی شامل تھے۔پولس نے ایف آئی آر لکھنے سے مبینہ طور پر انکار کر دیا۔جس کی وجہ سے لوگ وہیں احتجاج کرنے لگے۔اس دھکم پیل میں پولس والے زخمی ہو گئے۔ہاؤسنگ اینڈ لینڈ رائٹس کی رپورٹ کے مطابق 2017 سے 2023 تک ملک میں سولہ لاکھ اسی ہزار مکانات ودکانوں پر بلڈوزر چلایا گیا ہے۔

آپ نے اس وقت بھی خوف اور مایوسی کا اظہار نہیں کیا جب کوکی طبقہ کی دو خواتین کو برہنہ کر جلوس نکال کر ان کے ذہن اور جسم کو چھلنی کیا گیا تھا۔اس معاملہ کی گونج بین الاقوامی سطح پر بھی سنائی دی تھی۔ملک کے مختلف لوگوں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ اس معاملہ میں کچھ کہیں۔آپ کی حکومت یعنی نریندر مودی کی سربراہی میں چل رہی سرکار نے تو منھ پر تالا ہی لگا لیا تھا۔ہیمنت سورین جیسے آدی واسی لیڈر نے صدر مملکت آپ کو دکھی من سے 22 جولائی 2023 کو خط تھا۔جس میں کہا تھا کہ سفاکی کے سامنے خاموشی ایک سنگین جرم ہے اس لئے 'میں بھاری من اور گہرے دکھ کے ساتھ آپ کو خط لکھنے کے لئے مجبور ہوں'۔"منی پور اور بھارت کے سامنے آنے والے اس سب سے مشکل وقت میں ہم آپ کو آخری امید کے طور پر دیکھتے ہیں۔جو اس مشکل گھڑی میں منی پور اور دیش کے سبھی شہریوں کو روشنی دکھا سکتی ہیں"۔لیکن آپ منی پور کے بارے بولنے سے چپ رہیں۔کیا آپ کو وزیر اعظم نریندر مودی سے منی پور جانے اور وہاں امن قائم کرنے کے لئے نہیں کہنا چاہئے۔

پہلوان بیٹیاں جنسی استحصال کے خلاف انصاف کی لڑائی لڑنے اتریں۔برسر اقتدار جماعت کی طرف سے سیاسی طور پر انہیں مات دینے کی کوشش چلتی رہی۔ملک کیلوگ خاتون صدر جمہوریہ کی طرف دیکھ رہے تھے تب بھی آپ نے کچھ نہیں کہا۔اب ایسا کیا ہو گیا کہ آپ کو خوف اور مایوسی کا احساس ہو رہا ہے۔جونیئر ڈاکٹر کے ساتھ کولکاتہ میں ریپ اور قتل کا جو واقعہ پیش آیا وہ یقیناً ڈرانے والا ہے۔اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔سی سی ٹی وی کیمرے کی مدد سے عصمت دری، قتل کرنے والا پولس رضا کار سنجے رائے گرفتار ہو چکا ہے۔اس معاملہ میں اور کون کون شامل تھا ان کا ابھی کوئی سراغ نہیں مل سکا ہے۔جبکہ کلکتہ ہائی کورٹ کے حکم سے یہ معاملہ جانچ کے لئے سی بی آئی کے سپرد کر دیا گیا ہے۔سپریم کورٹ نے از خود نوٹس لے کر سہ رکنی بینچ ترتیب دی ہے۔جو اس واقعہ کی سماعت اور تحقیق کر رہی ہے۔عدالت نے ایک ٹاسک فورس بھی تشکیل دی ہے۔ریاستی حکومت ایس آئی ٹی کے ذریعہ تحقیق کرا رہی ہے۔ اس دردناک واقعہ پر ملک بھر میں ڈاکٹروں نے ہڑتال کی۔کولکاتہ میں احتجاج اور مظاہرہ کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔آر جی میڈیکل کالج میں توڑ پھوڑ ہوئی۔اس کی املاک کو نقصان پہنچایا گیا۔

اس واقعہ نے 12 سال پہلے دہلی میں ہوئے نربھیا کانڈ کی یاد دلا دی۔اس وقت یو پی اے حکومت اور دہلی کی شیلا دکشت سرکار کے خلاف ناراضگی تھی۔اس وقت ممتا بنرجی کی حکومت کے خلاف غصہ بھڑکانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔حالانکہ نربھیا کے والدین کی مدد اور مجرموں پر کاروائی کے معاملہ میں کانگریس حکومت نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔نہ اس وقت وزیر اعظم من موہن سنگھ خاموش رہے اور نہ لوگوں کی ناراضگی کو طاقت سے دبایا۔ممتا بنرجی خود کئی جگہ احتجاج میں شامل ہوئی اور مجرموں کو موت کی سزا دلانے کی بات کہی تھی۔اب انہوں نے زانیوں کو سزا دلانے کے لئے اسمبلی میں اینٹی ریپ بل پاس کرایا ہے۔اس میں 21 دن کے اندر پولس جانچ پوری کرنے اور مقدمہ کا فیصلہ جلد کرانے کے لئے فاسٹ ٹریک کورٹ بنانے کی تجویز شامل ہے۔

اس وقت سماج کے اکثریتی طبقہ کی ناراضگی کو بی جے پی نے کانگریس کو حکومت سے بے دخل کرنے کا ذریعہ بنایا تھا۔اب وہ بنگال میں اسے 2026 کے انتخاب میں سیاسی موقع کے طور پر دیکھ رہی ہے۔اس ملک کی بدقسمتی ہے کہ یہاں لاشوں اور کفن پر بھی سیاست ہوتی ہے۔ٹرینی ڈاکٹر کے واقعہ کے ذریعہ مغربی بنگال میں قانون کی حکمرانی کے ختم ہونے کے بہانے صدر راج لگ سکتا ہے۔بی جے پی کے گیارہ سالہ دور حکومت میں کٹھوا، ہاتھرس، اناؤ، منی پور، اترا کھنڈ، بدلا پور، فرخ آباد، ایودھیا اور مین پوری میں ہوئے واقعات بحث میں رہے۔جن کے مجرموں کو خود بی جے پی اور اس کے حامی بچاتے دکھائی دیئے۔وہیں ہزاروں معاملے ایسے بھی ہوئے جن کا کوئی نوٹس ہی نہیں لیا گیا۔لیکن بی جے پی نے مغربی بنگال کے واقعہ کو خواتین کے تحفظ اور انصاف کا مسئلہ بنا کر ممتا بنرجی حکومت کے خلاف سیاسی ہتھیار بنالیا ہے۔این سی آر بی 2022 کی رپورٹ بتاتی ہے کہ ہر 16 منٹ میں عصمت دری کا واقع ہو رہا ہے۔یعنی لڑکیوں اور خواتین کے لئے واقعی خوف کا ماحول ہے۔اسی میں بلقیس بانو اور بنارس اجتماعی عصمت دری کے زانیوں کی جیل سے رہائی اور استقبال بھی ہوا۔سپریم کورٹ کی مداخلت کے بعد بلقیس بانو کے مجرموں کو جیل بھیجا گیا۔کولکاتہ واقعہ پر صدر جمہوریہ دروپدی مرمو نے دکھ ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ کسی بھی مہذب سماج میں خواتین کے خلاف اس طرح کے ظلم کی اجازت نہیں دی جا سکتی، سماج کو ایماندار، غیر جانبدار اور خود احتساب ہونا چاہئے'۔انہوں نے کہا"نربھیا کے بعد 12 سالوں میں لاتعداد عصمت دری کے واقعات کو سماج بھول چکا ہے۔یہ اجتماعی بھولنے کی بیماری ٹھیک نہیں ہے"۔ان باتوں سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔لیکن انہوں نے جن سخت سوالوں کو پوچھنے کی ضرورت سماج کو بتائی ہے کیا ویسے ہی سخت سوال وہ وزیر اعظم مودی سے کر سکتی ہیں؟ اس کا جواب ہے نہیں، مگر انہوں نے خواتین کے تحفظ کا سوال اٹھا کر حکومت کو اس طرف متوجہ ضرور کیا ہے۔حالانکہ بی جے پی کو متاثرہ کے اہل خانہ کے درد سے زیادہ اپنی سیاست کی فکر ہے۔(ہمارا سماج 5/ستمبر 2024)

ذات پر مبنی مردم شُماری کی سیاست

مشرف شمسی

راہل گاندھی کا ذات کی بنیاد پر مردم شُماری کرانے پر زور بی جے پی کے ہر ایک سیاسی حربے کو ناکام بناتی جا رہی ہے۔بی جے پی کو راہل گاندھی کے اس داؤ سے باہر نکلنے کا راستہ نظر نہیں آ رہا ہے، بی جے پی کے اتحادی لوک جن شکتی پارٹی، جنتا دل یو اور تیلگو دیشم پارٹی بھی ذات کی بنیاد پر مردم شُماری کے ساتھ کھڑے ہیں؛ جبکہ اب بھی بی جے پی کسی بھی طرح اس طرح کی مردم شُماری سے بچنا چاہتی ہے، راہل گاندھی کے ساتھ دیگر انڈیا اتحاد کے مطالبات یعنی ذات کی بنیاد پر مردم شُماری کی بات کو مودی سرکار مان جاتی ہے تو اس ملک میں ہندوتوا کی سیاست ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی، راہل گاندھی ذات کی مردم شُماری کو پہلا قدم مانتے ہیں اور اُسکے بعد جس ذات کی جتنی آبادی ہوگی اُنہیں ملک چلانے میں اتنی ہی حصے داری کو یقینی بنایا جائے گا، ایسے میں اونچی ذات جو اس ملک میں محض دس سے بارہ فیصدی ہے اُن بڑی ذاتوں کی اجارہ داری ملک کے ہر ایک سسٹم پر ہے ختم ہو جائے گی، بڑی ذات کے ہندو جو بی جے پی کے کور ووٹرز بھی ہیں کبھی نہیں چاہیں گے کہ ذات کی بنیاد پر مردم شُماری ہو، بی جے پی کھلے عام ذات کی بنیاد پر مردم شُماری کی نہ حمایت کر پا رہی ہے اور نہ کھلے عام مخالفت کر پا رہی ہے، سناتن دھرم جسے ہندو دھرم کہا جاتا ہے اس دھرم کا ایک اور نام ہے برہمن دھرم، اس دھرم میں اونچی ذات کی ہمیشہ سے اجارہ داری رہی ہے، آزادی کے 77 سال گزر جانے کے بعد بھی سماج میں وہ تبدیلی نہیں ہوئی ہے جس کی اُمید کی جا رہی تھی، سماج میں تبدیلی اُسی وقت ممکن ہے جب ملک کے سسٹم میں آبادی کے تناسب سے حصے داری ملے گی، ذات پر مبنی مردم شُماری دراصل نتیش کمار اور لالو یادو کے دماغ کی اپج ہے، بہار میں نتیش کمار نے سب سے پہلے ذات پر مبنی مردم شُماری کا اعلان کیا تھا اور اس اعلان کو بہار میں حقیقت کا رنگ دیا گیا؛ لیکن اونچی عدالت میں فی الحال اس پر روک لگ گئی ہے؛ لیکن بہار میں بی جے پی بھی ذات کی بنیاد پر مردم شُماری کے ساتھ کھڑی ہے، 2021 کی مردم شُماری مودی سرکار نے اب تک نہیں کرایا ہے، اُمید کی جا رہی ہے اس سال مردم شُماری کا کام شروع ہو جائے گا؛ لیکن جس طرح سے ذات پر مبنی مردم شُماری کا موضوع ہر ایک پلیٹ فارم پر راہل گاندھی مسلسل اٹھا رہے ہیں اس کی وجہ سے یہ معاملہ اور طول پکڑتا جا رہا ہے اور بی جے پی کے لئے مشکل کھڑی ہوتی جا رہی ہے۔

دراصل راہل گاندھی جس طرح سے ذات پر مبنی مردم شُماری کی بات کر کے اس ملک کے نوّے فیصدی لوگوں کو اکٹھا کر رہے ہیں، اس کی وجہ سے وہ ملک کے سب سے مقبول رہنماء بنتے جا رہے ہیں، راہل گاندھی نے ذات کو کام سے اور اُن کی عزت سے جوڑ دیا ہے؛ حالانکہ اب تک کمیونسٹ تحریک ملک کے نوّے فیصدی محنت کشوں کو ایک کرنے کی بات کرتے رہے ہیں؛ لیکن کمیونسٹ تحریک تو ملک کے نوّے فیصدی لوگوں کو ایک ساتھ نہیں لا سکے، لیکن راہل گاندھی نے ذات کو محنت کشوں کے ساتھ جوڑ کر ایسا کاکٹیل بنایا ہے کہ بی جے پی راہل گاندھی پر کمیونسٹ سیاست کرنے کا الزام بھی نہیں لگا سکتی ہے، دراصل بی جے پی پھنس چکی ہے اور اسے راہل گاندھی کے داؤ سے باہر نکلنے کا راستہ نہیں نظر آ رہا ہے۔

اسی ذات پر مبنی مردم شُماری کی وجہ سے مودی سرکار وقف بورڈ ترمیمی بل پارلیمنٹ میں لے کر آئی جسے حزب اختلاف کی مخالفت کی وجہ سے مشترکہ پارلیمانی کمیٹی میں بھیج دیا گیا ہے، مشترکہ پارلیمانی کمیٹی نے اپنی بیٹھک شروع کر دی ہے، مسلم تنظیموں کا وفد مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کے اراکین سے ملاقات بھی کر رہے ہیں؛ لیکن کچھ مسلم تنظیمیں اس پورے معاملے کو سڑکوں پر احتجاج کے ذریعہ حل کرنا چاہتے ہیں، دراصل ذات پر مبنی مردم شُماری پر بی جے پی مسلسل دباؤ میں ہے، اس دباؤ سے نکلنے کے لئے بی جے پی کے پاس ایک ہی کارڈ ہے ہندو مسلم کی سیاست اور وہ سیاست کرنے کا موقع بی جے پی کو تب ملے گا جب وقف بورڈ ترمیمی بل کو لیکر مسلمان سڑک پر اتریں گے، وقت اور حالات کی نزاکت کے پیش نظر اقدام کرنے کی ضرورت ہے اس لئے مسلمان جوش سے نہیں ہوش سے کام لیں، میری ذاتی رائے یہ ہے کہ کسی بھی حالت میں وقف بورڈ ترمیمی بل کو لے کر سڑک پر اترنے کی کوشش نہ کریں، اس سے بی جے پی کی سیاست کا گراف ایک بار پھر اوپر کی جانب جائے گا، ذات کی سیاست کامیاب ہو جاتی ہے تو اس سیاست میں مسلمانوں سمیت سبھی اقلیتوں کو اُنکی آبادی کے تناسب میں حصے داری مل جائے گی، جب تک سسٹم میں سب کو آبادی کے تناسب سے حصے داری نہیں ملے گی تب تک ملک میں ناانصافی اور استحصال کبھی ختم نہیں ہوگا۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا علاج

سانپ کا ڈسنا: سانپ کی سینکڑوں قسمیں ہیں۔ان میں بعض اقسام کے سانپ بالکل بے ضرر ہیں۔ کچھ اس قدر زہریلے ہیں کہ ان کا کاٹا پانی نہیں مانگتا، زیادہ تر لوگ سانپ کی دہشت سے ہی نیم جان بلکہ بعض اوقات مر بھی جاتے ہیں۔زہریلے سانپ کے ڈسنے کی پہچان یہ ہے کہ زخم میں سخت جلن اور سوزش ہوتی ہے، خون بہتا ہے، جسم کا وہ حصہ فوراً نیلا ہو جاتا ہے۔ مارگزیدہ کا جی متلاتا ہے۔ٹانگوں میں کمزوری محسوس ہوتی ہے، گاہے قے بھی آجاتی ہے، آہستہ آہستہ بولنے اور نگلنے کی قوت زائل ہوجاتی ہے اور آخر کار انسان مرجاتا ہے۔بعض اقسام کے سانپ کے کاٹنے سے جسم کے مسامات سے خون رسنے لگتا ہے۔

اگر سانپ نے ہاتھ پاؤں پر کاٹا ہوتو زخم سے 3انچ اوپر دل کی طرف اس قدر کس کر پٹی باندھیں کہ دوران خون بند ہو جائے۔اس کے بعد زخم پر نشتر یا چاقو سے پون انچ گہرا شگاف کر کے اس میں پوٹاشیم پرمینگنیٹ (لال دوائی) بھر دیں۔ اگر یہ نہ مل سکے تو لوہے کو آگ پر سرخ کر کے زخم کو داغ دیں۔مریض کو گرم رکھیں، گرم دودھ یا چائے پلائیں۔دل کے اوپر رائی کا پلستر کریں۔مصنوعی تنفس جاری کریں۔اگر زہر بدن میں پھیل رہا ہوتو:

ارنڈ کی کونپل 12 گرام پانی میں گھوٹ کر پلائیں اور پھوک زخم پر ضماد کریں۔ اس کے پینے سے تھوڑی دیر بعد قے اور دست آتے ہیں جس سے سانپ کا زہر خارج ہوجاتا ہے۔

پوسٹ ریٹھا باریک سفوف بنائیں 6 گرام ہر دو گھنٹہ بعد دیں، اس سے قے اور دست کے ذریعے زہر خارج ہوجاتا ہے۔

تاہم یہ سب علاج ابتدائی طبی امداد کے طور پر ہیں۔ابتدائی امداد پہنچانے کے فوراً بعد مارگزیدہ کو ہسپتال لے جائیں۔

بچھو کا کاٹنا: عموماً بچھو کے کاٹنے سے موت واقع نہیں ہوتی۔تاہم کمزور افراد، بوڑھوں اور بچوں میں موت کا خدشہ ہوتا ہے۔جس مقام پر بچھو کاٹے وہاں سخت درد اور سوزش ہوتی ہے۔بعض مریضوں کا سر چکرانے لگتا ہے۔ قے اور دست شروع ہوجاتے ہیں۔جسم میں تشنج ہونے لگتا ہے۔مثل مشہور ہے (بچھو کا کاٹا روئے۔سانپ کا کاٹا سوئے)۔

جس جگہ بچھو نے کاٹا ہو اگر بچھو نے وہاں اپنا ڈنگ چھوڑ دیا ہوتو سب سے پہلے اسے نکالیں مگر اس سے پہلے ڈنگ کی جگہ سے 3-2انچ اوپر کس کر پٹی باندھ دیں۔ڈنگ نکالنے کے بعد اس جگہ پر مٹی کا تیل یا لہسن پیس کر لگا دیں۔بچھو کی کاٹی ہوئی جگہ پر بچھو کو کچل کر باندھ دینے سے تمام زہر جذب ہو جاتا ہے۔

خصوصی عمل: 7دفعہ سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا درد اور بچھو کے کاٹے کی سمیت میں موثر ہے۔

شہد کی مکھی یا بھڑ کا کاٹنا: شہد کی مکھی یا بھڑ کے ڈنگ مارنے سے شدید درد، جلن اور سوجن پیدا ہو جاتی ہے۔اگر شہد کی مکھی یا بھڑ زیادہ تعداد میں کاٹ لیں تو خطرناک علامات بھی پیدا ہوجاتی ہیں۔

☆سب سے پہلے ڈنگ نکال دیں اس کے بعد دیا سلائی کا مصالحہ پانی میں حل کر کے مقام متاثرہ پر لیپ دیں۔

☆میٹھا سوڈا (سوڈیم بائی کاربونیٹ) لعاب دہن یا پانی میں حل کر کے مکھی یا بھڑ کاٹے پر لگائیں۔

☆ گیندے کے پتے 6 گرام پانی میں رگڑ کر چھان کر مریض کو پلائیں اور انہیں پانی میں پیس کر متاثرہ مقام پر لیپ دیں۔

باولے کتے کا کاٹنا: باؤلے کتے کے کاٹنے کے واقعات شہروں اور دیہاتوں میں اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔باؤلے کتے کا زہر اطراف جسم سے اعصاب کے ذریعے دماغ اور حرام مغز تک سرایت کر کے مرکزی نظام عصبی کو متورم کر دیتا ہے۔

کتے کے کاٹنے کے بعد مریض کی علامات کے ظہور میں عموماً دو سے آٹھ ہفتے کا وقفہ ہوا کرتا ہے۔بیماری کی علامتوں کو سمجھنے کے لئے انہیں درج ذیل تین درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

ابتدائی درجہ: اس میں کتے کے کاٹنے کے مقام پر درد اور سوزش ہوتی ہے۔طبیعت بے چین اور مضطرب رہتی ہے۔مریض کو ہلکا بخار اور بے خوابی کا عارضہ ہوجاتا ہے۔یہ حالت 6 گھنٹوں سے 3دن تک رہتی ہے۔

دوسرا درجہ: مریض میں باؤلا پن پیدا ہوجاتا ہے۔دوسروں کو کاٹتا ہے، اپنے اور پرائے کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ بے چینی بے حد بڑھ جاتی ہے۔نگلنے اور سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہے۔پانی دیکھنے بلکہ اس کا نام اور آواز سنتے ہی مریض پر تشنج طاری ہو جاتا ہے اور ایک دو دن بعد تیسرا درجہ شروع ہوجاتا ہے۔

تیسرا درجہ: بدن کے اعضاء تشنج سے اس قدر تھک جاتے ہیں کہ ان میں حرکت کی طاقت نہیں رہتی اور وہ ڈھیلے پڑے رہتے ہیں۔اس حالت میں عموماً24 گھنٹوں کے اندر حرکت قلب بند ہوجاتی ہے۔

علاج: باؤلے کتے کے کاٹے کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے اور اس کے علاج میں ہرگز دیر نہیں کرنی چاہیے۔اگر کاٹنے والے کتے کے بارے میں یہ نہ معلوم ہو کہ باؤلا ہے یا نہیں تو اس کتے کو ہرگز ہلاک نہ کریں بلکہ اسے محفوظ جگہ پر باندھ دیں۔باؤلا کتا کاٹنے کے بعد زیادہ سے زیادہ دس دن تک مرجاتا ہے۔عموماً پانچویں دن میں ہی اس کی موت واقع ہوجاتی ہے۔اگر کاٹنے والا کتا10 دن کے اندر نہ مرے تو وہ باؤلا نہیں ہے۔

اگر کتے نے ہاتھ یا پاؤں پر کاٹا ہوتو زخم سے 5-4انچ اوپر کس کر پٹی باندھ دیں تاکہ زہر مزید نہ پھیل سکے۔اس کے بعد زخم کو نشتر کے ساتھ تھوڑا سا گہرا کریں تاکہ خون کے ساتھ زہر بھی نکل جائے۔اگر جسم سرد ہونے لگے تو گرم دودھ پلائیں، سانس رک رہا ہوتو مصنوعی سانس جاری کریں۔

پوسٹ ریٹھا باریک سفوف بنائیں اور 6 گرام ہر دو گھنٹے بعد دیں۔اس سے قے اور دست کے ذریعے زہر خارج ہو جائے گا یا ارنڈ کی کونپل 12 گرام پانی میں گھوٹ کر پلائیں اور پھوک کا زخم پر ضماد کریں۔زہر قے و دستوں کے ذریعے خارج ہوجائے گا۔

اگر عام کتے نے کاٹا ہوتو زخم پر لال مرچ، تیل سرسوں میں ملا کر لیپ دیں پیاز اور نمک پیس کر لیپ کریں۔ابتدائی طبی امداد کے بعد مریض کو کتے کے کاٹے کے ٹیکے لگوائیں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیری ندوی

متحدہ عرب امارات کے پارلیمانی وفد نے کیا جامعہ ہمدرد کا دورہ

متحدہ عرب امارات کے ایک اعلیٰ سطحی پارلیمانی وفد نے جامعہ ہمدرد کا دورہ کیا تاکہ یو اے ای کے اداروں اور جامعہ ہمدرد کے درمیان تعاون کے مواقع تلاش کیے جاسکیں۔ پروفیسر ذکر الرحمٰن نے اماراتی وفد کو جامعہ ہمدرد کی زبان اور ثقافتی تبادلے کے فروغ کے لئے کی جانے والی کوششوں اور خواہشوں سے آگاہ کیا۔انہوں نے دونوں ممالک کے درمیان گہرے تعلیمی اور ثقافتی تعلقات کے قیام کے حوالے سے یونیورسٹی کے وژن کو اجاگر کیا۔جامعہ ہمدرد کے تعلیمی پروگراموں اور کامیابیوں کو مزید واضح کرنے کے لیے، وائس چانسلر پروفیسر (ڈاکٹر) ایم افشار عالم نے یونیورسٹی کے کورسز اور تحقیقی شعبوں کو اجاگر کرنے والی ایک جامع ویڈیو پیش کی۔

اراکین پارلیمنٹ کے مائک کے سوئچ پر کس کی انگلیوں کا کنٹرول ہوتا ہے

پارلیمنٹ میں کئی بار دیکھا گیا ہے کہ جب اراکین بول رہے ہوتے ہیں تو اچانک مائک بند ہو جاتا ہے۔خصوصاً اپوزیشن پارٹیوں کے اراکین کئی بار اس تعلق سے اپنے اعتراضات ظاہر کر چکے ہیں۔لوک سبھا میں حزب مخالف کے قائد راہل گاندھی بھی بولتے وقت مائک بند ہونے کی شکایت کئی مرتبہ کر چکے ہیں۔ایسے میں عام لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہونا لازمی ہے کہ آخر 'پارلیمنٹ میں اراکین کے مائک کے سوئچ کس کی انگلیاں کنٹرول کرتی ہیں؟' دلچسپ بات یہ ہے کہ اس سوال کا جواب لوک سبھا سکریٹریٹ کے پاس بھی موجود نہیں ہے۔دراصل لوک سبھا سکریٹریٹ کو آر ٹی آئی ایکٹ کے تحت سوال بھیجا گیا تھا جس میں جاننے کی کوشش کی گئی تھی کہ لوک سبھا اجلاس کے دوران وہاں مائیکروفون کو کنٹرول کرنے والی اتھارٹی کون ہے۔لوک سبھا سکریٹریٹ نے اس تعلق سے تفصیلات دینے سے معذوری ظاہر کی اور سوالنامہ سنٹرل پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ (سی پی ڈبلیو ڈی) کو ٹرانسفر کر دیا۔

حجاب تنازعہ میں شامل پرنسپل کا 'ٹیچرس ڈے ایوارڈ' ملتوی

کرناٹک میں سابقہ بی جے پی حکومت کے وقت پیدا حجاب تنازعہ میں شامل پی یو کالج کے پرنسپل کا 'ٹیچرس ڈے ایوارڈ' روک دیا گیا ہے۔ پرنسپل کا نام بی جی رام کرشن ہے جن کی ویڈیو 2022 میں حجاب تنازعہ کے دوران سوشل میڈیا پر خوب وائرل ہوئی تھی۔اس ویڈیو میں وہ باحجاب طالبات کو کالج گیٹ سے اندر داخل نہیں ہونے دے رہے تھے۔وہ ویڈیو ایک بار پھر سوشل میڈیا پر شیئر کی جارہی ہے۔کرناٹک حکومت کے وزیر تعلیم نے اس ایوارڈ کو روکے جانے سے متعلق وضاحت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ایوارڈ دیا جائے گا یا نہیں، اس کا فیصلہ جانچ کے بعد ہوگا۔ بنگلورو میں صحافیوں سے خطاب کرتے ہوئے ریاستی وزیر برائے پرائمری و مڈل ایجوکیشن مدھو بنگر پا نے کہا کہ ایک ضلع کمیٹی اس ایوارڈ کے لیے درخواست دینے والے لوگوں کی فہرست میں سے ایک خاص نام کا انتخاب کرتی ہے۔کمیٹی نے حجاب تنازعہ کو نظر انداز کر دیا اور جب انھیں اس معاملے کے بارے میں پتہ چلا تو ایوارڈ کو روکنے کا فیصلہ کیا۔

ٹرین میں مسافروں کو لوٹنے والے 59 خواجہ سرا گرفتار

شمالی ریاست اتر پردیش میں ریلوے حکام نے مسافروں سے زبردستی پیسے بٹورنے والے کم از کم پانچ درجن خواجہ سراوں کو گرفتار کیا ہے۔ان میں سے کئی ایک کو جیل بھیج دیا گیا ہے۔ٹرین سفر کے دوران تقریبا تمام مسافروں کا سامنا ٹرینوں میں خواجہ سراؤں سے ہوتا ہے۔ تاہم اب کچھ عرصے سے ٹرینوں میں خواجہ سراؤں کی جانب سے مسافروں کو ہراساں کرنے کے واقعات میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔خواجہ سرا مسافروں سے زبردستی پیسے بٹورتے ہیں۔ریلوے حکام کے مطابق خواجہ سراوں کی حرکتوں سے پریشان ہوکر مسافر اپنے مسائل کے ساتھ اسٹیشنوں پر تعینات آر پی ایف سے رجوع کرتے ہیں۔ان مسائل سے نمٹنے کے لیے ریلوے پروٹیکشن فورس نے اب ایک نئی پہل کی ہے۔انکے مطابق ٹرینوں میں وصولی کرنے والے خواجہ سراؤں کے خلاف سخت کارروائی کی گئی ہے۔اے پی ایف ان پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ریلوے نے 59 خواجہ سراؤں کے خلاف کارروائی کی ہے۔جس میں 20 خواجہ سراؤں کو جرمانہ عائد کر کے جیل بھیج دیا گیا ہے۔روزانہ خواجہ سرا ٹرینوں میں سفر کرنے والے مسافروں سے زبردستی وصولی کرتے ہیں۔وہ بدتمیزی کرنے اور انکار کرنے والوں پر حملہ کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔خواجہ سرا ٹرین کے مسافروں کے لیے دردسر بن گئے ہیں۔

شملہ میں مسجد کی تعمیر کے خلاف ہندو تنظیموں کا مظاہرہ

شملہ، یکم ستمبر: راجدھانی شملہ کے نواحی علاقے سنجولی میں زیر تعمیر مسجد کے خلاف شدت پسند تنظیمیں متحرک ہوگئی ہیں۔ اس سلسلے میں سنجولی میں ہندو تنظیموں کے افراد نے مظاہرہ کیا۔احتجاج کرنے والی ہندو تنظیموں نے مسجد کے سامنے ہنومان چالیسہ پڑھا اور تعمیر کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے انتظامیہ سے اسے گرانے کا مطالبہ کیا۔انتظامیہ نے دعویٰ کیا کہ زیر تعمیر مسجد کی زمین وقف کی ہے لیکن اعتراف کیا کہ عمارت کی تین منزلیں غیر قانونی طور پر تعمیر کی گئی ہیں۔

Volume:64/74,Issue:35 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Rizwan Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT-14 13-5-24-26
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/1961

فریاد سن رہے ہیں مگر بُت بنے ہوئے
کیا ظالموں نے دل کو بھی پتھر بنالیا
(راہی شہابی)

وقف ترمیمی بل آئین میں دیئے گئے حقوق کے خلاف

پروفیسر اختر الواسع

گلوبلائزیشن، نیوورلڈ آڈر، گلوبل ولیج اور لارج مڈل ایسٹ ان تمام اصطلاحات کا ایک مشترک ہدف ہے اور وہ ہے اسلام کی عزت وشوکت کو نابود کرنا اور اسلام کے اس نظام خاندان کو ختم کرنا جو اپنی انفرادیت رکھتا ہے۔ اہلِ مغرب باوجود اپنی ترقی یافتہ تہذیب کے ایسا نظام پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اسلام کے نظام خاندان میں عورت کو مرکزیت حاصل ہونے کی وجہ سے وہ ان سازشوں کا اولین ہدف بنی ہوئی ہے جن کے تانے بانے خفیہ طریقے سے بنے جا رہے ہیں تا کہ اسے اس کے دینی تشخص سے عاری کر دیا جائے اور ثقافتی طور پر گلوبلائزیشن کے تقاضوں کا پابند بنا دیا جائے، گلوبلائزیشن کی اصطلاح ثقافتی طور پر گذشتہ صدی کی آخری دو دہائیوں میں مشہور ہوئی ہے لیکن عملاً اس کی بنیاد 1965ء میں ہی پڑ گئی تھی۔ جب ''المجمع المسکونی'' کی دوسری میٹنگ میں روم کے تمام کیتھولک چرچوں کے اتحاد پر زور دیا گیا تھا تا کہ وہ متحد ہو کر اسلام کا مقابلہ کر سکیں اور نوے کی دہائی میں اسے روئے زمین سے نیست ونابود کر سکیں 1978ء میں دوسری المسکونی کانفرنس ''کلوراڈو'' میں ہوئی۔ جس میں خاموش طریقہ سے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی تدابیر کے سلسلہ میں چالیس نکات پر بحث ومباحثہ ہوا۔ ان نکات میں مسلمان عورتوں اور مسلم خاندان سرفہرست تھے۔ ان سازشوں کو کسی حد تک اس لیے کامیابی مل جاتی ہے کیوں کہ بعض مسلمان عورتیں اپنے دین سے ناواقف ہوتی ہیں اور اسلام نے انہیں جو حقوق دے رکھے ہیں انہیں وہ حاصل نہیں کر پاتی ہیں۔ مزید برآں بہت سے افراد اور خاندان عورت کے بارے میں اسلام کے موقف کا صحیح فہم نہیں رکھتے ہیں۔ اس صورت حال میں مسلمان خاندانوں کی رگوں میں گلابلائزیشن کا تخیل سرایت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس کے لیے متعدد وسائل وذرائع کا استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً: (۱) بیرونی دولت فراہم کرنا: عورتوں کی مقامی تنظیموں کے لیے بیرونی دولت فراہم کی جاتی ہے تا کہ ان کے ذریعہ گلابلائزیشن کے عزائم اور منصوبوں کو نافذ کیا جا سکے (۲) معاشی دباؤ ڈالنا: بین الاقوامی سفارشات اور اقوام متحدہ کی کانفرنسوں کی تجاویز خصوصاً جو عورت متعلق ہوں ان کے نفاذ کے لیے معاشی دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ کی یہ سفارشات اور تجاویز ایسی ہیں جو آوارگی کو فروغ دیتی ہیں اور ایسے تعلقات کو رواج دیتی ہیں جن پر غلط طریقہ سے خاندان کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ نکاح کی عمر بڑھانے اور جنسی تعلقات قائم کرنے کی عمر گھٹانے کا مطالبہ کرتی ہیں (۳) عورت کو سامان تجارت بنانا: عورت کو سامان تجارت بنا دیا جاتا ہے اسے مارکیٹنگ کے لیے ایک وسیلہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے فحش اور عریاں گانوں میں اسے نمایاں حیثیت دی جاتی ہے۔ قابل توجہ امر یہ ہے کہ مؤخر الذکر دو ذرائع کے درمیان گہرا ربط ہے۔ عورت سے متعلق ہونے والی ان کانفرنسوں کی دستاویزات میں دینی واخلاقی تحفظات کو ختم کر دینے پر زور دیا گیا ہے اور یہ باور کرایا گیا ہے کہ مذہب بس ایک موروثی سلسلہ ہے جسے بے چون وچرا قبول کر لینے پر بے چاری عورت مجبور ہے۔ گھریلو کام کے نام پر وہ ایسی جہد ومشقت میں مبتلا ہوتی ہے جس میں اس کا کوئی نفع نہیں ہوتا۔ اس طرح کے پروپیگنڈے کے ذریعہ عورت تک آزادی کا غلط مفہوم پہنچا اور اس نے اپنے لیے سامان تجارت کی حیثیت قبول کر لی۔ کیا اتنا ہی نہیں ہوا بلکہ بعض مسلم عورتیں گلوبلائزیشن کے عزائم اور منصوبوں، اقوام متحدہ کے پروگراموں اور آزادی نسواں کی آئیڈیالوجی کی تشہیر کا کام کرنے لگیں۔ وہ اساسیات دین پر تنقید میں کرنے لگیں اور بعض بنیادی تعلیمات مثلاً وراثت، عورت کی گواہی اور عدت وغیرہ کو منسوخ کرنے کا۔ مطالبہ کرنے لگیں 2000ء میں قاہرہ میں آزادی نسواں کے سو سال کے عنوان سے ایک کانفرنس ہوئی اس میں جب بعض سیکولر افکار کی حامل خواتین نے اپنے ان افکار کو پیش کیا اور کہا کہ مذہب عورت کی آزادی کے راستہ میں حائل ہے تو ان کے اور اسلام پسند خواتین کے درمیان زبردست بحث ہوئی۔

مسلم خاندانوں پر گلوبلائزیشن کے اثرات: آج کے مسلم خاندانوں پر غور کریں اور باریکی سے ان کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اسلام کے مطلوبہ خاندان اور مسلم خاندان کی موجودہ صورت حال کے درمیان ایک گہری کھائی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ گلوبلائزیشن کے مذموم اقدار مسلم خاندانوں میں سرایت کر گئے ہیں چنانچہ مسلم خاندانوں میں اب درج ذیل مظاہر عام ہوتے جا رہے ہیں (۱) اختلاف وانتشار: آج ہمارے بہت سے خاندانوں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے اور کام آنے کا جذبہ مفقود ہے اور باہمی ربط وتعلق کے آثار دور دور تک دکھائی نہیں دیتے (۲) خودغرضی: اب خاندان کے مصالح کا لحاظ نہیں کیا جاتا اور نہ ہر فرد ان کے تحفظ کے لیے کوشاں ہوتا ہے بلکہ ہر ایک کو اپنا مفاد عزیز ہوتا ہے (۳) والدین کی نافرمانی: والدین کے ساتھ حسن سلوک کا جذبہ اب اولاد کے دلوں میں نہیں پایا جاتا۔ بلکہ والدین کے ساتھ ان کا برتاؤ ادب، عزت واحترام کے بجائے نافرمانی اور تحقیر کا ہوتا ہے۔ وہ انہیں پس ماندہ اور پرانے خیالات کے لوگ سمجھنے لگے ہیں (۴) پدری

مادی قدروں کی پامالی: باپ اکثر اپنی اولاد کی تربیت سے غافل رہتے ہیں۔ وہ اپنی ذمہ داری صرف یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا خرچ اٹھائیں۔ وہ اپنے بچوں کی تعمیر سیرت اور روحانی تربیت سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ مائیں اندرون خانہ اپنی قربانی کو رائیگاں خیال کرتی ہیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ جو ایام ہم نے خاندان میں رہ کر گزارے ہیں وہ ضائع گئے (۵) پڑوس سے ربط وتعلق کا خاتمہ: بہت سے خاندان عرصے سے ایک جگہ رہتے ہیں مگر وہ ایک دوسرے کو نہیں جانتے۔ لفٹوں اور سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے وہ بارہا ایک دوسرے سے ملتے ہیں لیکن بات چیت تو کیا سلام تک نہیں کرتے۔ پڑوسی اس بات کی ضرورت محسوس کرتا ہے کہ اپنے پڑوسی کے احوال معلوم کرے اور اس کی ضروریات سے واقفیت حاصل کرے۔ ہر خاندان دوسرے سے کٹا ہوا اور الگ تھلگ زندگی گزارتا ہے (۶) خاندان کے بزرگ کی بے وقعتی: خاندان کا بزرگ جو خاندان کا سربراہ اور منتظم ہوتا تھا اسے بوجھ سمجھا جانے لگا ہے جسے گھر کے ایک کونے میں پڑے رہنا چاہیے تا کہ دیگر افراد خانہ کو اپنے منصوبوں پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔ بوڑھوں کے گھر جدید کلچر کا ایک حصہ بن گیا ہے۔ جبکہ پہلے اسے بہت معیوب سمجھا جاتا تھا۔ سڑکوں پر مارے پھرتے ہیں یا محنت ومشقت کے کام کرنے پر مجبور ہیں (۷) بلا محنت دولتمند بننے کے کلچر کا فروغ: فون اور موبائل کے ذریعہ ہونے والے مقابلے، کون بنے گا کروڑ پتی جیسی اسکیمیں، اشیائے خوردونوش کے انعامی کوپن وغیرہ یہ سب چیزیں بلا کسی محنت کے حصول منفعت کی صورتیں ہیں۔ ان سب چیزوں کو گلوبلائزیشن نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے (۸) آزادی کے حقیقی تصور کی پامالی: اسلام نے آزادی کو ضوابط کا پابند بنایا تھا "لاضرر ولاضرار کا اصول پیش کیا تھا۔ یعنی نہ نقصان اٹھایا جائے اور نہ کسی کو نقصان پہنچایا جائے۔ جب کہ گلوبلائزیشن آزادی کے غلط تصور کو فروغ دے رہا ہے۔ جو شخصی معاملات سے لے کر جنسی معاملات تک عام ہے۔ میڈیا نے اس تصور کو رواج دیا ہے کہ ہر شخص اپنے جسم کا مالک ہے۔ اس سے جو چاہے کام لے (۹) دین پسندی کو قید تصور کرنا: بہت سے والدین اپنے بچوں کے دینی میلان کو ان کی کامیاب زندگی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ مزید برآں پردہ کرنے والی خواتین کو ملازمت کے حصول میں دشواری پیش آتی ہے۔ تحریکات اسلامی کے کارکنان کو طرح طرح سے ستایا جاتا ہے۔ ان وجوہ سے دین محض مذہبی رسم ورواج بن کر رہ گیا ہے۔ آدمی کے سلوک وبرتاؤ اور اخلاق میں اس کا کوئی اثر اور عکس نظر نہیں آتا ہے۔ اور یہی گلوبلائزیشن کا سب سے اہم مقصد ہے کہ مذہب کو روزمرہ کی زندگی سے الگ کر دیا جائے۔ اور اسے صرف روزہ ونماز کے دائرہ میں محدود کر دیا جائے (۱۰) ستائی عورتوں کی پناہ گاہوں کا تصور: جس تصور کو اقوام متحدہ کی ان دستاویزات نے عام کیا ہے جو عورت پر ہونے والے ظلم وزیادتی سے متعلق ہیں۔ بعض عرب ممالک میں ایسی پناہ گاہیں قائم ہیں۔ ان کی وجہ سے معاشرتی کفالت کی باہمی قدریں پامال ہوتی ہیں اور خاندانی مشکلات ومسائل کے اسلامی حل کی راہ مسدود ہوتی ہے۔ یہ تصور مرد اور عورت کے درمیان دشمنی پیدا کرتا اور خاندانی علائق کو پارہ پارہ کرتا ہے۔ خصوصاً جب ان پناہ گاہوں کا تعلق فکری اور کلچرل پروگراموں سے جوڑ دیا جائے تا کہ عورتوں سے متعلق تصورات کی وہ غلط بیانی کر سکیں۔

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ گلوبلائزیشن صرف اقتصادی اقدار اور نظام کو عام کرنے تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ اپنی مخصوص تہذیبی قدروں کو بھی فروغ دیتا ہے۔ جو کلچر کمیونیکیشن کے مستحکم وسائل کی مالک ہو کلچر کی صنعت کاری کے ذرائع پر اختیار رکھتی ہو اور اس کی نگرانی ودیکھ ریکھ پر کنٹرول رکھتی ہو وہی کلچر انٹرنیٹ کے ذریعہ آج کی سربراہ ہوتی ہے، کیونکہ یہ چیز اخلاقی اقدار کے معین صورتوں، فیشن اور ذوق ورجحان کے مخصوص طرز کے تسلط وغلبہ کی راہ ہموار کرتی ہے، خصوصاً نئی نسل جسے تنقید اور تجزیہ کی صلاحیت نہیں ہوتی اور نہ ہی اپنے تحفظ کا پورا شعور ہوتا ہے اس لیے ان کے سامنے مؤثر انداز میں جو چیز بھی پیش کی جاتی ہے وہ با آسانی اس کے شکار ہو جاتے ہیں، گیت گانے اور رقص وسرور کی محفلوں میں جن چیزوں کو فوکس کیا جاتا ہے اس کو وہ بہت جلد تسلیم کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے وہ فیشن اور رسم ورواج جو تباہی کا باعث ہوتے ہیں اور جس سے ان کے اقدار اور رجحان کی وضاحت ہوتی ہے بار بار کی تشہیر سے یہ نوخیز اسے بھی بلا تامل اپنا لیتے ہیں، تہذیبی اقدار اور روایات کا صفایا کرنا، خاندانی ربط وتعلقات کو پامال کرنا، ریسورسیس اور تہذیبی قدروں پر حملے ایسی صورت حال تک پہنچاتے ہیں جو شخصیت کا بہت زیادہ بحران پیدا کر دیتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے لوگ قدیم روایت پرستی، علاقائی وقومی عصبیت کر اپنانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ پھر بسا اوقات بات انتہائی ناپسندیدہ کارروائیوں اور معاملات تک جا پہنچتی ہے۔ مثلاً نسلی صفایا کرنا، قومی ثقافت کے تحفظ میں تشدد کا راستہ اختیار کرنا اور وہ شعور جس میں دوسروں کا بھی لحاظ ہو، نہ پنپنے دینا وغیرہ۔

○ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر یا دیئے گئے کیو آر کوڈ اسکین کر کے آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر دیئے گئے موبائل نمبر پر خبر کر دیں، رابطہ اور واٹس ایپ نمبر 9576507798 (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168,Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔
THE NAQUEEB
UPI ID : 6201750233naqueeb@sbi
BHIM UPI
WEEK ENDING-16/09/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com
نقیب | قیمت فی شمارہ -/8 روپے | ششماہی -/250 روپے | سالانہ -/400 روپے
Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421,9304022690

Scanned with CamScanner